بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنگال کے اولین مبلغ اسلام، مرید شیخ ابوسعید تبریزی وخلیفہ اعظم شیخ شہاب الدین سہروردی، مجمع البحرین، تارک السلطنت، شیخ المشائخ، گنج رواں گنج بخش، ابوالقاسم سید جلال الدین تبریزی قدس سرہ کے احوال وکوائف پر مشتمل اولین تحقیقی وتاریخی دستاویز

بنام

تذکرہ شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ

تالیف: محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی

استاذ ومفتی: مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف،

قطب شہر، مالدہ (مغربی بنگال)

ناشر:

تاج الاصفیا دارالمطالعہ: مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال

نام کتاب	:	تذکرۂ شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ
مؤلف	:	محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی استاذ و مفتی: مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، مغربی بنگال
نظر ثانی	:	ڈاکٹر عبد السلام جیلانی شعبۂ تاریخ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
پروف ریڈنگ	:	اساتذہ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف
کمپوزنگ	:	مولانا محمد سفیر الدین اشرفی مصباحی
سنہ اشاعت	:	رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق مارچ ۲۰۲۰ء
تعداد	:	1100
صفحات	:	128
قیمت	:	100/روپے
باہتمام	:	ڈاکٹر محمد افسر عالم، سالماری، کٹیہار
ناشر	:	تاج الاصفیا دار المطالعہ: مخدوم اشرف مشن قطب شہر، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ (مغربی بنگال)

ملنے کے پتے

(۱) تاج الاصفیا دار المطالعہ، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ (مغربی بنگال)
(۲) چھوٹی درگاہ و بڑی درگاہ قطب شہر، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ (مغربی بنگال)
(۳) چشتی بک ڈپو، کلیا چک، ضلع مالدہ (مغربی بنگال)
(۴) مولانا محمد یاسر عرفات علائی، سالماری مارکیٹ، کٹیہار، بہار
(۵) مولوی دانش علائی، جھنکار موڑ، سلی گوڑی، دارجلنگ (مغربی بنگال)
(۶) حسینی کتب خانہ اسٹیشن روڈ، کٹیہار، بہار
(۷) مدرسہ اشرفیہ صوفیہ، اسلام پور، کدوا، کٹیہار، بہار

مشمولات

شرف انتساب

میں اپنی اس قلمی کاوش کو..........

☆ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

☆ قطب الاقطاب، حضرت قطب الدین بختیار کاکی

☆ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا

☆ آئینہ ہندوستان حضرت اخی سراج الدین عثمان

☆ مخدوم العالم، مرشد غوث العالم شیخ علاء الحق پنڈوی

☆ اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی

☆ شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی

☆ والد گرامی محمد انعام الحق مرحوم اوران جملہ ارباب فضل وکمال کے نام منسوب کرتا ہوں جنھوں نے بنگال کی تاریخ میں انقلاب برپا کیا۔

منقبت در شان
شیخ المشایخ، تارک السلطنت ، گنج رواں، گنج بخش
ابو القاسم شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ

☆ازقلم: ثاقب قمری، بانکا(بہار)

کسے نہیں طلب جلوہاے تبریزی
زمانے بھر میں ہے پھیلی ضیاے تبریزی

خوشا وہ دل جو ہو دل سے فداے تبریزی
خوشا وہ آنکھ ہو جس میں ضیاے تبریزی

سخاکے باب میں کیا ہو ثناے تبریزی
رواں ہے آج بحر عطاے تبریزی

کسی کو کیسے ہو ادراک ان کی رفعت کا
ہے نصب پشت فلک پر لواے تبریزی

مراسلیقۂ گفتن نہ زورہاے سخن
زِ من گہے نہ شود وصفہاے تبریزی

جو دور کرنی ہے ثاقب نظر کی کمزوری
توڈال آنکھ میں بس خاکِ ''پاے تبریزی''
[و:۶۴۲ھ]

صدائے دل

بہت دنوں سے میرے دل میں بزرگان پنڈوہ اور یہاں کی تاریخ میں انقلاب برپا کرنے والی روحانی شخصیتوں پر کام کرنے کا جذبہ پنہاں تھا لیکن اس سال جب رمضان شریف میں حضرت قطب الاقطاب، قطب الدین بختیار کاکی اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا کی بارگاہ میں حاضری کا شرف ملا اور ان کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں سلطان الاولیا، شیخ المشائخ، گنج رواں، گنج بخش، ابوالقاسم سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر تحقیقی وتصنیفی کام کرنے کی دعا کی تو ان بزرگان دین کے طفیل دعا قبول ہوئی اور مذکورہ ذات ستودہ صفات پر کام کرنے کا موقع ملا۔

زیرنظر کتاب میں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کے فضائل وکمالات، مقام پیدائش وتاریخ وصال، بیعت وخلافت، خدمت مرشد اور اس کے انعامات، اقوال عارفانہ اور سیر وسیاحت، علماوسلاطین سے گہرے تعلقات، بنگال میں سلسلہ سہروردیہ کی آمدوفروغ، تصرفات وکرامات، دینی وعلمی خدمات، بنگال کی تاریخ میں انقلاب، بائیس ہزاری درگاہ اور اس کی تاریخی عمارات اور ان کی حیات طیبہ کے دیگر گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوران تصنیف یوں تو تمام بزرگان دین کا فیضان شامل حال رہا لیکن مرشدان طریقت سلطان المرشدین حضرت اخی سراج آئینہ ہند، مخدوم العالم، مرشد غوث العالم، شیخ علاء الحق پنڈوی، قطب عالم حضرت مخدوم نورالحق والدین، غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی، اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی، شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہم الرحمہ کی بےانتہا روحانی فیضان خصوصی طور پر شامل حال رہا۔ صاحب تذکرہ شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کے فیضان کی تو بات ہی مت پوچھیے اس لیے کہ ہر موڑ پر ان کا تصرف باطنی اور فیضان کرم یاوری کرتا رہا۔

زیرنظر کتاب میں آغاز موضوع سے پہلے ایک وقیع تاثر اور تقریظ جلیل شامل ہے۔ کتاب کی تالیف میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کی تفصیلات اخیر میں باب ''مراجع ومصادر'' میں ذکر کردی گئی ہیں۔

یہاں ان حضرات کے ذکر سے پہلوتہی کرنا احسان فراموشی کے مترادف ہوگا جنہوں نے کتاب کی ترتیب وطباعت اور دیگر امور میں معاونت فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ سب سے پہلے میں سراپا سپاس ہوں مرشد طریقت، تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی (سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف) کا جنہوں نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود کتاب کو ملاحظہ فرما کر بڑے حوصلوں سے نوازا اور تقریظ تحریر فرما کر کتاب کی اہمیت کو دوبالا کیا۔ بڑا ممنون ومشکور ہوں عالی جناب ڈاکٹر عبد السلام جیلانی (شعبہ تاریخ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کا جن کی دوررس نگاہوں نے خامیوں کو اجاگر کرکے کتاب کی نوک پلک کو درست کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

شکر گزار ہوں گرامی وقار حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ (جامعہ امجدیہ، گھوسی) اور مفتی اعجاز اصغر نوری (صدر شعبہ افتاء، جامعہ لطیفیہ بحر العلوم، کٹیہار) صاحبان کا جنہوں نے از اول تا آخر کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور اہم اصلاحات فرمائیں۔

احسان شناس ہوں علامہ عبد الودود مصباحی (پرنسپل مخدوم اشرف مشن)، مولانا الفت حسین جامعی صاحبان کا جنہوں نے از ابتدا تا آخر بغور کتاب کو ملاحظہ کیا اور مفید مشورے دیے اور مولانا اسماعیل اشرفی، مولانا قاری اطہر جامعی، مفتی لقمان نعیمی، مولانا عبد الجبار علیمی، مولانا ممتاز احمد علائی، مفتی مناظر مصباحی، مفتی چاند علی جامعی، مولانا مؤمر الاسلام شمسی، مولانا محمد علقمہ اشرفی علائی، مولانا امجد علائی، مولانا صدام علائی (اساتذۂ مخدوم اشرف مشن) مفتی اختر نعیمی، مولانا شمس تبریز علیمی، مولانا عبد المبین علائی، خواجہ ساجد عالم مصباحی، محمد زین العابدین پنڈوی، مولانا شاہ جہاں اشرفی، مولانا ابوطالب رضوی اور مولانا فیروز علائی کا، جنہوں نے اس تحریری سفر میں ساتھ دیا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر فراموش کر جاؤں مولانا سفیر الدین مصباحی کو جنہوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود کتاب کی کمپوزنگ اور اہم مراحل میں بھرپور ساتھ دیا۔ اور لائق مبارک باد ہیں مشن کے وہ ہونہار طلبہ جنہوں نے کتاب کی تلاش وجستجو اور مضامین کی کتابت میں ساتھ دیا مثلا: سید معز اشرف، محمد دانش رضا، محمد ندیم، محمد اشفاق، محمد اعظم، غلام صمدانی۔ اور بڑے شکر وامتنان کے مستحق ہیں ڈاکٹر افسر عالم، ڈاکٹر شکیل احمد، حافظ شمشاد اور مولانا یاسر عرفات صاحبان جنہوں نے کتاب کی طباعت واشاعت میں امداد کی۔

تقریبا آٹھ سو سالہ طویل عرصہ کے بعد حضرت شیخ جلال لدین تبریزی علیہ الرحمہ کے احوال ومناقب پر یہ کتاب اردو زبان میں تحقیقی وتفصیلی نقش اول ہے اسی لیے امکان ہے کہ حضرت ممدوح کا کوئی گوشہ تشنہ رہ جائے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب میں اگر کسی طرح کی کوئی کمی نظر آئے تو براہ کرم اطلاع فرمائیں تاکہ اشاعت ثانی میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی
خادم تدریس وافتا مخدوم اشرف مشن
پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال
۱۳؍ جمادی الآخرہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۸؍ فروری ۲۰۲۰ء
موبائل نمبر: 7001861672

تقریظِ جلیل

پیر طریقت، تاج الاولیا، جانشین اشرف الاولیا
حضرت علامہ **سید محمد جلال الدین اشرف اشرفی** جیلانی دامت برکاتہم العالیہ
سربراہ اعلیٰ: مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم !

صوبہ بنگال کے خطۂ مالدہ میں ''پنڈوہ'' ایک چھوٹی سی آبادی ہے جو غیر معمولی شہرت کا حامل ہے اور مجمع البحرین، تارک السلطنت، گنج رواں، گنج بخش، حضرت شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ کے قدوم میمنت لزوم کے اثر سے منبع فیوض و برکات ہے۔ وہ گنج رواں جنھوں نے حق کی تلاش میں تبریز جیسے مردم خیز اور سرسبز وشاداب علاقہ کو جوان کو وراثت میں ملی تھی خود والی تبریز رہ کر بھی اسے ترک فرما کر ہند کے اس خطے میں بغیر کسی سواری کے تشریف لائے۔

شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات ''سیروا فی الارض'' کی سچی تفسیر تھی، انھیں کامل ایقان باللہ حاصل تھا۔ خشکی اور تری میں آپ آسانی سے چل کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جایا کرتے تھے؛ یہی وجہ ہے کہ اس دور دراز سفر میں انھیں صعوبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

عرفان حق کی تلاش میں توکل اور قناعت لازمی جز و ہے جو حضرت جلال الدین تبریزی کی زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے، خود فقر و فاقہ کی زندگی گزارتے تھے مگر کوئی سائل آپ کے در پہ آجاتا تو اسے محروم نہیں فرماتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کے پاس کچھ نہیں

ہوتا تو مٹھی بھر خاک اٹھا کر سائل کو دے دیتے اور وہ حسب ضرورت اشرفی بن جاتی۔

شیخ جلال الدین تبریزی ایک منفرد المثال، عالم با کمال، صوفی خوش خصال بزرگ تھے، جن کے ذریعہ دین اسلام کو مشرقی ہند میں فروغ ملا۔ آپ کی شخصیت ہمہ گیر تھی۔ آپ کے ہم عصر علما وصوفیا سبھی آپ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی جیسے ولی وغوث زمانہ آپ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں: ''واجب ہے کہ میں ان (شیخ جلال الدین تبریزی) کی جوتیوں کی خاک کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگاؤں اس وجہ سے کہ وہ سات سال تک سفر وحضر میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین کے ساتھ رہے ہیں۔ (مجھ پر) ان کی تعظیم واجب ہے'' (سیر العارفین اردو، ص:۲۴۶)

میری دیرینہ تمنا اور آرزو تھی کہ پنڈوہ شریف میں قیام فرما نفوس قدسیہ کی علمی وعملی خدمات مواد کی صورت میں جمع ہوں، جس سے قوم وملت زیادہ سے زیادہ استفادہ کرے۔ الحمدللہ میری اس خواہش کی تکمیل محبّ گرامی عزیز القدر مفتی محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی نے کردی۔ مفتی صاحب قبلہ نے ۲۰۰۶ء میں مرکزی درسگاہ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ سے تربیت افتا کا کورس مکمل کیا اور تب سے جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ زیر اہتمام ''مخدوم اشرف مشن'' میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور مسند افتا پر بھی رونق افروز رہتے ہیں۔ گاہے بگاہے ان کے رشحات قلم سے کچھ نادر مواد کتاب ورسالہ کی شکل میں مطالعے میں آتے رہتے ہیں۔

الحمدللہ! زیر نظر کتاب ''تذکرۂ شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ'' عزیزی موصوف کا علمی وادبی کارنامہ ہے۔ اپنی عدیم الفرصتی کی بنیاد پر پوری کتاب کو صفحہ بہ صفحہ مطالعہ نہ کرسکا تاہم جو اوراق نظروں سے گزرے انہیں تاریخی ومعلوماتی پایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی صاحب کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کی علمی خدمات کو قبول فرمائے۔

دعا گو و دعا جو:

گدائے اشرف وجیلاں

سید جلال الدین اشرف جیلانی

سربراہ اعلیٰ: مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ

تاثراتِ گرامی

فقیہ العصر حضرت علامہ **مفتی آل مصطفےٰ مصباحی** دام ظلہ العالی
استاذ و مفتی: جامعہ رضویہ امجدیہ گھوسی، مئو، یو۔ پی

نحمده و نصلي على حبيبه الكريم !

زیرِ نظر کتاب تارک السلطنت، مجمع البحرین، جلیل القدر بزرگ، عرفان ولایت کے بدر منیر حضرت سید جلال الدین تبریزی قدس سرہ کی حیات و خدمات پر مشتمل ہے، جسے محبِّ گرامی مولانا مفتی محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی زید مجدہ نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب ان تمام تر گوشوں کو محیط ہے جس سے حضرت تبریزی قدس سرہ کی حیات کے نمایاں اور قابل تقلید پہلو سامنے آجاتے ہیں۔

عشق الٰہی کا غلبہ اور اس سے سرشار رہنے کی کیفیت، ترک سلطنت، راہ فقر کی دشواریاں اور تحمل و مشقت، پیر و مرشد کی بےلوث و بےمثال خدمت، خلق خدا کی رہبری خصوصاً اہل کفر و شرک کے تاریک دلوں کو نور ایمان سے منور کرنا حضرت تبریزی علیہ الرحمہ کے ایسے گراں قدر اوصاف و خدمات ہیں، جن کی صحیح قدر و قیمت اکابر اولیا، اعاظم صوفیا ہی لگا سکتے ہیں۔ کامل شیوخ کی بارگاہوں سے حضرت تبریزی قدس سرہ کو وہ فیض عطا ہوا کہ وہ سرتاپا کامل بن گئے، سروری و تاجوری اور فقیری کے امتزاج نے صف اولیا و صوفیا میں آپ کو ایک ایسا انفرادی مقام عطا ہوا جس کی لذت کا کما حقہ ادراک تارک سلطنت صوفیاے کرام ہی کر سکتے ہیں۔

آپ کے فیضان سے ہندوستان کا مختلف خطہ بھی مستنیر ہوا، جن میں علاقہ بنگال بھی ہے۔ مرکز اولیا جنت آباد پنڈوہ شریف میں بھی آپ نے ایک طویل قیام کیا اور چلہ کشی

کی۔اوراس دوران مخلوق خدا کی دست گیری فرمائی،آج بھی بڑی درگاہ میں آپ کا چلہ خانہ اپنی اصلی حالت میں موجوداور مرجع خلائق ہے۔

پنڈوہ شریف میں تقریبا پچیس سال قبل حضرت علامہ سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ المعروف بہ اشرف الاولیا نے دینی علوم واسلامی فنون کی ترویج کے لیے١٩٩٣ء میں ایک گلشن بنام جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ ''مخدوم اشرف مشن'' کی داغ بیل ڈالی تھی،جس کی آبیاری ان کے وصال کے بعد سے اب تک ان کے جانشین گرامی قدر ومنزلت پیر طریقت حضرت مولانا سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی دام ظلہ کررہے ہیں اورحق تو یہ ہے کہ حق ادا کررہے ہیں۔آج یہ ادارہ اس پورے خطۂ بنگال و مشرقی بہار کا نمائندہ ادارہ بن چکا ہے جس کے فیضان علم سے یہ علاقہ مالا مال ہورہا ہےاور ان شاءاللہ مستقبل میں بھی ہوتا رہے گا۔

اسی ادارے کے ایک ہونہار جواں سال استاد محبّ گرامی مولانا مفتی محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی جو باصلاحیت بھی ہیں اور بااخلاق بھی،تحریر وقلم سے بھی انھیں دلچسپی ہے،اس دلچسپی اور لگن نے انھیں اس کی ترتیب پر مہمیز کیا اور انھوں نے عہد رفتہ کے بعض یادگاری حالات کو قلم بند کرکے اس رسالے کے توسط سے نسل نو تک پہنچانے کی سعی کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مخدوم العالم شیخ علاء الحق گنج نبات قدس سرہ ودیگر بزرگان دین کےصدقے ان کی اس کاوش کوقبول فرمائے اور یہاں آرام فرما بزرگان دین کے حالات اور خدمات کوبھی قلم بند کرنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

خاک پاے اولیا

فقیر اشرفی آل مصطفیٰ مصباحی

خادم تدریس وافتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو، یو۔پی

نزیل مرکز اولیا جنت آباد پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال

٢٤/صفر١٤٤١ھ مطابق ٢٤/اکتوبر٢٠١٩ء

آئینۂ حیات

نام	:	سید جلال الدین
جائے پیدائش	:	تبریز
تاریخ ولادت	:	۵۴۲ھ
نسب	:	قریشی
لقب وکنیت	:	سلطان الاولیا، شیخ المشائخ، گنج رواں، گنج بخش، ابوالقاسم
والد گرامی	:	شیخ محمد
تعلیم وتربیت	:	ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی پھر سات سال بخارا میں تعلیم وتربیت حاصل کی
بیعت وارادت	:	حضرت شیخ ابوسعید تبریزی
خلافت واجازت	:	حضرت شیخ ابوسعید تبریزی، شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
خدمت مرشد وراہ سلوک	:	سات سال تک حضرت شیخ الشیوخ کی بے مثال خدمت کی اور ان کے زیر سایہ راہ سلوک طے کی۔
سلسلۂ طریقت	:	سہروردیہ
کمالات	:	عالم، عارف، تارک السلطنت، مصنف، صاحب ولایت بنگالہ وغیرہ
سیر وسیاحت	:	تبریز، بغداد، نیشاپور، خراسان، ملتان، غزنی، دہلی بدایوں، بہار، بنگال

بنگال ورود مسعود	:	۱۱۹۷ء، بروایت دیگر ۱۱۹۵ء اور ۱۲۰۰ء کے درمیان
مشہور خانقاہیں و چلہ خانے	:	آپ نے سینکڑوں خانقاہیں اور چلہ خانے قائم فرمائے لیکن پنڈوہ شریف اور دیوتالہ کی خانقاہ اور چلہ خانے کو سب سے زیادہ شہرت ملی۔ آج بھی وہ چلہ خانے ان دونوں مقام میں اپنی اصلی صورت پر باقی ہیں۔
مشہور خلفا	:	شیخ علی مولیٰ، شیخ برہان الدین صاحب زادہ قاضی کمال الدین جعفری اور سینکڑوں ارباب معرفت وطریقت۔
مریدین	:	لاکھوں فرزندان توحید آپ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔
تصانیف	:	آپ کی طرف دو رسالے منسوب ہیں (۱) شرح نود ونہ نام کبیر (۲) مرآۃ الاسرار۔
خدمات	:	آپ بنگال کے اولین داعی اسلام ہیں۔ آپ کی دعوت وتبلیغ کے سبب لاکھوں گمگشتگان راہ کو ہدایت ملی اور سینکڑوں فرزندان توحید معرفت وتصوف کے امام ہوئے۔
بنگال میں سلسلۂ سہروردیہ کی آمد	:	بنگال میں آپ کے توسط سے سلسلۂ سہروردیہ پہنچا اور لاکھوں فرزندان توحید اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔
وصال پرملال	:	۶۴۲ھ
مزار پرانوار	:	کوہ کوچک، علاقہ کامروپ، صوبہ آسام

باب اول

☆ولادت باسعادت
☆والد ماجد
☆سلطنت
☆بیعت وارادت
☆پیرومرشد
☆شیخ الشیوخ کی بارگاہ میں حاضری
☆خدمت مرشد
☆فقر وقناعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجمع البحرین، تارک السلطنت، شیخ المشائخ، گنج رواں، گنج بخش ابوالقاسم حضرت سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ اپنے زمانہ کے قطب، عارف باللہ اور صاحب اسرار بزرگ تھے۔

ولادت باسعادت: آپ ایران کے مشہور شہر تبریز[۱] کے ایک شاہی گھرانے میں ۵۴۲ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے وہیں نشو ونما پائی۔

والد ماجد: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے والد گرامی شیخ محمد تھے جو اپنے عہد کے مشہور صوفی اور قریش الاصل تھے۔ [۲]

سلطنت: ظاہری علوم میں کمال حاصل کرنے کے بعد تبریز کے والی سلطنت ہوئے، جو آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ آپ نے بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ امور سلطنت انجام دیے، جس کی وجہ سے آپ ظاہری طور پر بھی بڑے وقار اور متانت کے ساتھ رہتے تھے۔ نہایت حسین وجمیل لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ کے رعب وجلال کا عالم یہ تھا کہ لوگ آپ سے آنکھیں ملا کر باتیں کرنے اور سامنے گزرنے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔

بیعت وارادت: شیخ جلال الدین تبریزی اپنے شہر کے بلند پایہ بزرگ اور اعلیٰ درجہ کے تارک الدنیا شیخ، حضرت بدرالدین ابوسعید تبریزی کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔ انہوں نے آپ کو اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ خواجہ نصیرالدین دہلوی تحریر کرتے ہیں: ''جناب خواجہ (نظام الدین اولیا) نے فرمایا یہ شیخ جلال الدین تبریزی

(۱)۔ یہ شہر ایران میں آذربایجان کی سرحد کے قریب واقع ہے، جس کی بنیاد ساسانی بادشاہ نے شریف کی مخالفت میں رکھی تھی اور ایک روایت کے مطابق ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے ۷۹۱ء میں رکھی تھی۔ (تاریخ سہروردیہ، ص، ۷۹)

(۲)۔ عہد اسلامی کا بنگال، تالیف: سید یحیٰ حسن ندوی، ص: ۱۹۶، ناشر: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۴، سال اشاعت: ۲۰۰۷ء۔

تو خود مرید شیخ ابوسعید تبریزی کے ہیں۔ مرتاض کامل الحال ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی، ان کی مریدی سے قبل کمال حاصل ہو چکا تھا۔ فی الحال خلافت اور اجازت پائی"۔(۱)

آپ کے والد کو بھی حضرت شیخ ابوسعید سے بیعت و ارادت حاصل تھی۔

پیرومرشد شیخ المشائخ حضرت ابوسعید تبریزی:

حضرت سید جلال الدین تبریزی کے پیرومرشد شیخ المشائخ حضرت ابوسعید تبریزی ایک عالی ہمت، بلند رفعت، مجرد اور متوکل بزرگ تھے۔ آپ اکثر فقر و فاقہ کی حالت میں رہتے تھے۔ بسا اوقات تو تین دنوں تک آپ کے یہاں کسی قسم کا کھانا نہیں پکتا تھا اس کے باوجود آپ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے تھے اور قرض میں مبتلا رہتے تھے۔ آپ نے جس قدر دنیاوی حکمرانوں سے دوری بنائے رکھی تھی، اس سے سینکڑوں درجہ کہیں زیادہ ان کے مال و اسباب قبول کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ حضرت خواجہ بدر اسحاق تحریر کرتے ہیں:

"خواجہ فرید الدین گنج شکر نے فرمایا کہ شیخ ابوسعید تبریزی، جو جلال الدین تبریزی کے پیر تھے۔ آپ کے یہاں اکثر فاقہ ہوتا، لیکن کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ ایک مرتبہ میں تین دن تک خانقاہ میں رہا کسی قسم کا کھانا نہ پکا۔ درویش اور آپ صرف خربوزوں پر گزارہ کرتے رہے۔ جب یہ خبر والی شہر نے سنی تو کہا کہ شیخ صاحب ہم سے کوئی چیز تو لیتے نہیں، ہم کیا کریں؟ یہ کہہ کر کچھ نقدی بھیجی کہ آپ کے خادم کو دینا اور اسے کہنا کہ تھوڑی تھوڑی کر کے خرچ کرے۔ سپاہی نے آکر خادم کو روپیہ دیا اور کہا کہ جیسی مصلحت دیکھو روپیہ خرچ کرو، لیکن شیخ صاحب کو اس بات کی اطلاع نہیں دینا۔ خادم آپ سے چھپا نہ سکا آخر یہ کہہ ہی دیا۔ پوچھا کون لایا تھا اور کہاں کہاں اس نے قدم رکھا تھا وہاں کی مٹی کھود کر باہر پھینک دو اور خادم کو مع روپیہ باہر نکال دیا۔(۲)

حضرت گنج شکر کے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ ابوسعید تبریزی علیہ الرحمہ

---

(۱)۔ خیر المجالس، ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۱۴۱، ناشر: واحد بک ڈپو جونہ مارکیٹ، کراچی ۲، سن اشاعت: ندارد۔

(۲)۔ اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر، ص:۳۶۱، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

اکثر و بیشتر غربت و افلاس میں زندگی بسر کرتے تھے اور دنیا و اہل دنیا سے کوسوں دور رہتے تھے؛ اس لیے کہ قرب خداوندی کے لیے دنیا اور اہل دنیا سے بیزاری ضروری ہے، اگر درویش دنیاوی تعلقات میں پھنس جائے تو وہ خدائے بزرگ و برتر تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت سلطان المشائخ سے مروی ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی فرمایا کرتے تھے: ''میرا پیر ستر مرید تارک الدنیا رکھتا تھا کہ لباس ان کا فقط پائجامہ کرتا اور ٹوپی ہوتا۔ سفر میں اگر دریا سامنے آجاتا اور کشتی نہ ہوتی تو دریا پر پاؤں رکھتے اور پار ہو جاتے اور یہ سب ہمیشہ اطراف عالم میں سفر کیا کرتے تھے اور واسطے نماز وذکر کے اقامت کرتے''۔(۱)

شیخ جلال الدین تبریزی بھی شیخ ابوسعید تبریزی کے ان ستر مریدوں میں سے تھے۔

شیخ الشیوخ کی بارگاہ میں حاضری:

پیرو مرشد کے انتقال کے بعد ایک دن من جانب اللہ آپ کے سینے میں عشق الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی، جس نے ظاہری رعب وجلال، امیرانہ شان وشوکت اور شاہانہ کروفر کو جلا کر خاکستر کر دیا؛ اس لیے آپ نے سلطنت اپنے شہزادے کو سپرد کی اور ڈھیر سارے سیم وزر لے کر شیخ الشیوخ حضرت عمر شہاب الدین سہروردی کی پرفیض بارگاہ میں بغداد پہنچے اور تمام سیم وزر ان کی خدمت میں نچھاور کر دیے، لیکن شیخ الشیوخ نے انہیں قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ تم ہی ان سیم وزر کو مفلسوں اور فاقہ کشوں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ حضرت تبریزی علیہ الرحمہ نے اسے برضا ورغبت غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ شیخ الشیوخ کی خدمت میں یہ آپ کا پہلا امتحان تھا، جس میں آپ پورے طور پر کھرے اترے۔ اس کے بعد شیخ الشیوخ نے آپ کو چار سال تک درویشوں کے استنجے کے لئے ڈھیلے اور وضو کے لیے پانی مہیا کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ان کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ شیخ الشیوخ آپ کی اس بے لوث خدمت، نفس کشی اور استقامت پر بہت خوش ہوئے۔ بارگاہ مرشد میں آپ کا یہ دوسرا امتحان تھا، جس میں آپ پورے طور پر کامیاب ہوئے اور مرشد گرامی کی خوشنودی سے مالا مال ہوئے۔

---

(۱)۔ خیر المجالس، ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۴۱، ۱۴۲، ناشر: واحد بک ڈپو جونہ مارکیٹ، کراچی ۲، سن اشاعت: ندارد۔

خدمت مرشد: حضرت شیخ الشیوخ عمر رسیدہ اور ضعیف وناتواں ہونے کے باوجود ہر سال حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ کا سفر کرتے تھے۔حضرت تبریزی علیہ الرحمہ بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ ہوتے اور آپ کی تعظیم وتکریم کے پیش نظر پورے سفر میں کبھی بھی اونٹ یا گھوڑے پر سوار نہیں ہوتے بلکہ پیادہ پا چلا کرتے تھے۔

شیخ الشیوخ کی طبیعت کو اس عمر میں سرد وخشک غذائیں راس نہیں آتی تھیں اس لیے حضرت تبریزی علیہ الرحمہ ہانڈی، آگ سے بھری انگیٹھی اور متعلقہ ضروری اشیا اپنے دوش پر لیے اپنے مرشد کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔جس وقت شیخ الشیوخ کو بھوک کا احساس ہوتا تو آپ اپنے دست مبارک سے تازہ کھانا تیار کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ انگیٹھی میں دہکتی ہوئی آگ ہوتی اور آپ اسے اپنے سر پر لیے رہتے مگر آپ کے سر مبارک کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچتا تھا۔حضرت تبریزی علیہ الرحمہ خدمت مرشد سے اس قدر سرشار تھے کہ آپ کو دنیا ومافیہا سے کوئی سرورکار نہیں تھا،بس ایک ہی دھن تھی کہ مرشد کو راضی کر کے مولیٰ کی رضا حاصل کر لی جائے۔چنانچہ آپ نے سفر وحضر میں مسلسل سات سال تک اپنے شیخ کی خدمت کی اور ان کو راضی کر کے رضائے مولیٰ سے شرف یاب ہوئے۔

حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ ''شیخ جلال الدین مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر میں شیخ الشیوخ کے قافلے کے ساتھ پیادہ پا چلا کرتے تھے اور ادباً گھوڑے یا اونٹ پر سوار نہیں ہوتے تھے''۔

حضرت سلطان المشائخ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ حضرت تبریزی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دشوار گزار راہوں اور پُر پیچ وادیوں میں بھی اپنی جان پر کھیل کر مرشد گرامی کی خدمت بجالاتے اور ہر گھڑی ان کی بارگاہ کا ادب ملحوظ رکھتے۔یہ حضرت تبریزی علیہ الرحمہ کا حد درجہ بارگاہ مرشد کا احترام تھا جسے صوفیائے کرام احترام مرشد اور خدمت شیخ کے باب میں مثال کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔

خدمت شیخ کے لیے جان کی بازی:

حامد بن فضل اللہ جمالی شیخ اوحد کرمانی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

''نقل است از حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کہ وقتے در سفر کعبۃ اللہ من برابر شیخ جلال الدین بودم در بر بنی امام رسیدیم۔ راہے صعب وشکرف بود۔ بیشترے شتر ہاے ومردم ہلاک شدند وفقرا وغربا کہ در قافلہ بود در پاہا آبلہ برآوردند چنانکہ اہل قافلہ از بے مرکبی عاجز برآمدند۔ درمیان بازار بنی لام گلہ شتراں فروختن آوردند۔ ہر شترے را بست اشرفی بہا نہادند ہر کہ از اہل قافلہ استطاعت داشت ہم بداں بہا خرید وآنہا کہ عسرت داشتند وقادر بریں بہا نبودند رضا بقضا دادند و دست از جاں شستند۔ درمیان حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ صاحب شتران راطلبید وفرمود شمارید کہ چہ مقدار شتراں نافروختہ ماندند چوں بشمار آوردند موازنہ پانصد اشتر ماندہ است۔ حضرت جلال الدین سہ بار ''یالطیف'' می فرمود ودست در ریگ می انداخت و پر با اشرفی بیروں می آورد وشتراں می خرید وبمستحقاں وراہ ماندگان می بخشید تا ہر پانصد شتر بمستحقاں داد واز پائے پیادہ بسمت بیت اللہ گام کشاد۔''(۱)

ترجمہ: حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی سے منقول ہے کہ کعبۃ اللہ کے سفر میں، میں شیخ جلال الدین کے ہمراہ تھا۔ ہم لوگ بنی امام پر پہنچے۔ عجیب سخت اور دشوار راستہ تھا، بہت سے آدمی اور اونٹ مر گئے جو فقیر اور غریب لوگ قافلے میں تھے ان کے پیروں میں آبلے پڑ گئے یہاں تک کہ قافلہ والے سواری نہ ہونے کی وجہ سے عاجز آ گئے۔ بازار بنی لام میں اونٹوں کا ایک گلہ فروخت ہونے کے لئے آیا۔ ہر اونٹ کی قیمت بیس اشرفی تھی۔ اہل قافلہ میں سے جس میں قوت تھی اس نے اونٹ خرید لیا، جو غریب تھے اور قیمت نہیں رکھتے تھے راضی بہ قضا رہے اور اپنی اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے۔ اسی دوران حضرت شیخ جلال الدین تبریزی نے اونٹوں کے مالک کو بلایا اور فرمایا کہ شمار کرو کہ تمہارے کتنے اونٹ فروخت نہیں ہوئے ہیں۔ شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ سو اونٹ فروخت

(۱)۔ سیر العارفین (فارسی) تصنیف: مولانا شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۶۵، مطبوعہ: مطبع رضوی، دہلی باہتمام سید میر حسن، سن اشاعت: ربیع الآخر، ۱۳۱۱ھ۔

ہونے سے رہ گئے ہیں۔ حضرت جلال الدین نے تین مرتبہ ''یـالـطیف''، فرمایا، پھر ریت کے اندر ہاتھ ڈالا اور اشرفیوں سے بھر کر مٹھی باہر نکالا، اونٹ خرید لیے ضرورت مندوں اور عاجزوں کو دے دیے، یہاں تک کہ پانچ سو اونٹ خرید کر تقسیم کر دیے اور خود بیت اللہ کو پیدل گئے۔ (۱)

شیخ کرمانی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا بیان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت تبریزی علیہ الرحمہ کو اپنے مرشد گرامی سے کس قدر عشق تھا اور خدمت بجالانے کا کتنا جنون تھا کہ بنی امام کے پہاڑی راستے، جو پُرخطر، نہایت دشوار گزار اور جان لیوا تھے، جس کا مشاہدہ خود حضرت تبریزی نے اپنے بہت سے رفقائے سفر اور اونٹوں کی موت سے کر لیا تھا؛ اس لیے باقی ماندہ رفقا کو موت کے منہ سے نکالنے اور انھیں راحت وسکون فراہم کرنے کے لیے اونٹ کی سواری کا انتظام کیا اور خود محبت شیخ سے سرشار ہو کر پیادہ پا پرخطر راہوں سے گزرتے ہوئے شیخ کے ہمراہ بیت اللہ تشریف لے گئے۔ مرشد کی محبت میں سرشار اس مرید سے درس لینا چاہیے کہ جس نے اپنی جان کی بازی لگا کر شیخ کی خدمت بجالائی اور یہ ثابت کر دیا کہ اگر خدمت مرشد کے لیے موت کو گلے لگانا پڑے تو گلے لگائیں گے، لیکن جب تک جسم میں جان ہے شیخ کو راحت وسکون فراہم کرتے رہیں گے؛ اس لیے کہ عشق کے مسافر کے لیے جان لیوا تکلیف کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے، اس کے لیے تو محبوب کے رخ زیبا کی زیارت ہی تمام تکالیف کا مداوا ہوتی ہے۔ حضرت تبریزی کو خدمت شیخ کا صلہ یہ ملا کہ ان کی زبان میں ایسی تاثیر پیدا ہو گئی کہ زبان سے جو کچھ نکالتے وہ فوراً ظاہر ہو جاتا اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کر دیتے۔

بارگاہ شیخ الشیوخ میں نذر ونیاز کی بارش:

ایک مرتبہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سفر حج سے واپس آئے تو اہل بغداد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک آپ کی خدمت میں کچھ نہ کچھ نقد وجنس لے کر آیا۔ اس میں ایک بڑھیا بھی تھی، جس نے پرانی چادر کے دامن میں سے

(۱)۔سیر العارفین (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ایوب قادری، ص: ۲۴۰، ۲۴۱، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: بار اول اپریل، ۱۹۷۶ء

ایک درم کھول کر شیخ صاحب کے سامنے رکھا۔ آپ نے وہ درم اٹھایا اور اسے تمام تحفوں اور ہدیوں کے اوپر رکھا۔اس کے جتنے معتقدین وہاں پر موجود تھے ان سے فرمایا: جو چیز چاہو لے لو۔ ہر ایک نے جو چاہا لے لیا۔ شیخ جلال الدین تبریزی (طیب اللہ ثراہ) بھی حاضر خدمت تھے، انھیں بھی آپ نے اشارہ کیا کہ تم بھی کچھ لے لو۔ شیخ جلال الدین نے اٹھ کر وہ درم جو سب سے اوپر رکھا تھا اٹھالیا تو شیخ شہاب الدین نے فرمایا کہ تو نے سب کچھ لے لیا۔ (۱)

حضرت سلطان المشائخ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تبریزی کی نگاہوں میں بے انتہا بصیرت اور عرفان پیدا ہو چکا تھا بایں سبب انہوں نے ان تحائف میں موجود سب سے بیش قیمتی اور خلوص سے لبریز تحفہ کو مشاہدہ کر کے اٹھالیا، جس پر ان کے شیخ نے یہ فرمایا ''اے جلال الدین تو نے تو سب کچھ لے لیا''۔ یہ شیخ الشیوخ کی خدمت ہی کا نتیجہ تھا کہ حضرت جلال الدین کی آنکھیں بصیرت سے لبریز اور نورِ عرفان سے منور ہو گئی تھیں۔ حضرت جلال الدین نے مسلسل سات سال تک شبانہ روز سفر و حضر میں حضرت شیخ الشیوخ کی ایسی خدمت کی کہ کوئی غلام اپنے آقا یا خادم اپنے مالک کی نہیں کر سکتا؛ اس لیے کہ وہ عشق مرشد میں سراپا مستغرق تھے اور فنا فی الشیخ کی منزل پر فائز تھے۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں:

''جب آپ (جلال الدین تبریزی) کے پیر نے وفات پائی تو شیخ شہاب الدین کی خدمت میں آئے تو وہ، وہ خدمات بجالائے جو کسی کو میسر نہیں ہو سکتیں''۔ (۲)

خواجہ فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں:

'' شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر کی وفات کے بعد شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی خدمت کی

(۱)۔فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصہ چہارم، ص:۸۰۱، ۸۰۲، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔
(۲)۔مصدر سابق، ص:۸۰۲

کہ کوئی خادم ایسی خدمت بجانہیں لاسکتا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کو بغداد میں، میں نے دیکھا تو آپ سر پر چولہا اٹھائے ہوئے تھے اور اس پر دیگچی میں کچھ گرم کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا حج کو۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب آیا۔ لوگوں سے پوچھا کہ آپ کتنے سال سے یہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ کہا ہم پچیس سال سے اس درویش کو اسی طرح خدمت بجالاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔''(۱)

شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی نے حضرت جلال الدین کی خدمت شیخ کو دہلی کے فیصلے کی مجلس میں مجمع عام کے سامنے یوں بیان کیا: ''واجب ہے کہ میں ان کی جوتیوں کی خاک کا سُرمہ اپنی آنکھوں میں لگاؤں، اس وجہ سے کہ وہ (جلال الدین تبریزی) سات سال تک سفر وحضر میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین کے ساتھ رہے ہیں'' (مجھ پر) ان کی تعظیم واجب ہے۔(۲)

مذکورہ بالا واقعات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت جلال الدین نے اپنے مرشد گرامی کی بے انتہا خدمت کی اور اس میں وہ شیخ الشیوخ کے تمام مریدوں اور خدمت گاروں پر سبقت لے گئے اور خدمت شیخ کے باب میں ایسی مثال قائم فرمائی جو تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

فقر وقناعت : شیخ جلال الدین تبریزی کے اندر عبادت وریاضت، مجاہدہ اور روحانی تربیت کی بدولت بے انتہا فقر وقناعت اور توکل پیدا ہو چکا تھا، جس کی جھلک ان کی پوری زندگی میں نظر آ رہی تھی۔ ذیل میں ان کی قناعت پر سید کرمانی کے حوالے سے سلطان المشائخ کا ایک قول پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

(۱)۔ اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر، ص: ۲۹۶، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد

(۲)۔ سیر العارفین (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ایوب قادری، ص: ۲۴۶، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: بار اول اپریل، ۱۹۷۶ء۔

''حضرت جلال الدین کتھوال[۱] میں خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ سے ملاقات کرنے کے لیے گئے تو اس وقت شیخ شیوخ العالم ایسا تہبند پہنے ہوئے تھے جو جا بجا پھٹا ہوا تھا۔ اس ملاقات اور گفتگو کے وقت جب ہوا چلتی تو شیخ شیوخ العالم فرید الدین اپنے دامن سے تہبند کے اس پھٹے ہوئے مقام کو ڈھانک لیتے تھے۔ شیخ جلال الدین نے یہ بات دریافت کر کے فرمایا کہ فرید الدین! بخارا میں ایک درویش تعلیم میں مشغول تھا، جس پر سات سال ایسے گزرے کہ اس دوران اسے ثابت تہبند نصیب نہیں ہوا صرف ایک جانگیا پہنے پھرتا تھا، تم اطمینان رکھو دیکھو کیا ہوتا ہے؟ یہاں تک پہنچ کر حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ جلال الدین کی مراد اس درویش سے خود اپنی ذات تھی''۔[۲]

اس اقتباس پر غور کرنے سے پہلے جب آپ حضرت جلال الدین تبریزی کی سابقہ زندگی کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کی پیدائش اور پرورش شاہی گھرانے میں ہوئی تھی اور ان کو تبریز کی سلطنت وراثت میں ملی تھی، وہ بڑے پرشکوہ بادشاہ تھے جن کی ظاہری شان وشوکت کا عالم یہ تھا کہ نہایت قیمتی اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور رعب وجلال کی کیفیت یہ تھی کہ لوگ سامنے آنے اور آنکھیں ملا کر بات کرنے سے ڈرتے تھے، لیکن جب اس شہنشاہ وقت نے درویشی اختیار کی تو دنیاوی رعب وجلال، نازونخرے، فخر ودبدبے اور طاقت وغرور سب خاک میں مل گئے۔ اب مذکورہ بالا اقتباس کو پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ اس مرد مجاہد نے درویشی اختیار کرنے کے بعد سات سال صرف ایک جانگیا پہن کر گزاری اور اس عرصہ دراز میں انہیں ایک درست تہبند تک نصیب نہ ہوا۔

مذکورہ بالا اقتباس سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روحانی تربیت اور عرفانی معرفت وسلوک کے سبب شہنشاہ جلال الدین تبریزی کے دل ودماغ سے بوئے اقتدار بالکل ختم ہوگئی تھی اور وہ فقر وقناعت کے سکندر اعظم بن گئے تھے۔ بہر حال حضرت جلال الدین تبریزی نے مرشد گرامی کی بارگاہ میں اپنے اعمال وکردار سے یہ ثابت

(۱) یہ مقام ملتان شہر سے ۱۲ میل جانب مشرق بدھلہ سنت روڈ پر واقع ہے۔

(۲) سیر الاولیاء (اردو ترجمہ) مترجم: غلام احمد بریاں، ص: ۱۲۴، ۱۲۵، ناشر: مشتاق احمد برائے مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، سن اشاعت: ندارد۔

کر دیا کہ اب میرے اندر سلطنت واقتدار کی ذراسی بھی بو باقی نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ الشیوخ نے ان کے فقر وقناعت، بے لوث خدمات، مجاہدات شاقہ اور کسر نفسی سے متأثر ہو کر ایک دن فرمایا: ''جلال الدین! تیرے دل ودماغ سے بوئے اقتدار اس طرح رخصت ہوگئی کہ اب کبھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔ تو نے اللہ سے اچھا سودا کیا۔ تبریز کی چند روزہ بادشاہت کے بدلے میں اللہ نے تجھے دین کا اقتدار بخش دیا اور یہ وہ اقتدار ہے، جس کا رعب وجلال قیامت تک کم نہیں ہوگا۔ [1]

---

(۱)۔ اللہ کے ولی، تصنیف: خان آصف، ص: ۴۲۶، ناشر: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، سن اشاعت: طبع چہارم، مارچ ۲۰۰۵ء

باب دوم

☆ اجازت وخلافت
☆ عبادت وریاضت
☆ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت

اجازت وخلافت:

حضرت جلال الدین نے سات سال تک شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں روحانی تربیت حاصل کی، مسلسل چار سال تک درویشوں کے استنجا کے لیے ڈھیلے اوروضو کے پانی مہیا کیے۔ عبادت ومجاہدات میں کوئی کسر نہ چھوڑی، مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ انجام دیا، غریبوں اورمحتاجوں پر جودوسخا کی بارشیں کیں، تاریک دلوں کو ایمان وعرفان کی روشنی بخشی اور شیخ الشیوخ کی تمام آزمائشوں پر مکمل کھرے اترے تب جا کر انھوں نے آپ کو سلسلۂ سہروردیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ ان سے پہلے آپ کے پیرومرشد شیخ ابوسعید تبریزی نے بھی آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی۔

عبادت وریاضت: حضرت جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ بڑے عبادت گزاراورتقویٰ شعار بزرگ تھے۔ دن کو روزہ رکھتے، رات نوافل میں گزارتے اور اکثر وبیشتر عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور بسا اوقات دو رکعت نوافل میں پورا قرآن مجید ختم کرکے کلام الٰہی کی حلاوت سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

شیخ عبدالرحمن چشتی تحریر کرتے ہیں: ''شیخ جلال الدین تبریزی بڑے عبادت گزار تھے اور ہمیشہ صفائے باطن کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ آپ عشا کے وضو سے صبح کی نماز گھر پر ادا کیا کرتے تھے''۔ (۱)

خلاصۃ العارفین میں ہے:

''شیخ فریدالدین مسعود فرمود کہ وقتے شیخ قطب الدین بختیار اوشی وشیخ جلال الدین تبریزی وشیخ بہاء الدین یک جا بودند۔ ہر سہ بزرگوار شب نماز ختم قرآن مجید می کردند

(۱) مرآۃ الاسرار (اردو ترجمہ) مترجم: مولانا الحاج کپتان واحد بخش، ص:۲۴۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶، سن اشاعت: ۲۰۰۵ء۔

وہمدراں وضونماز بامدادمی گزاردند۔‘‘(۱)

ترجمہ: حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرفرماتے ہیں کہ جن دنوں خواجہ قطب الدین بختیار کا کی اوشی، شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ایک ساتھ ملتان میں مقیم تھے۔ تینوں بزرگ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے اور نوافل میں پورا قران مجید ختم کرتے تھے۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر ظہور الحسن تحریر کرتے ہیں: آپ نماز اشراق پڑھ کر سو جاتے تھے۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر مراقبہ کرتے تھے، رات بھر جاگتے تھے۔ (۲)

آپ سات سال اپنے مرشد گرامی شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں رہے اور ہر سال اپنے شیخ کے ہمراہ حج مبرور کی سعادت حاصل کی۔ شیخ کی وفات کے بعد بھی آپ ہر سال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے اور حج کے ایام میں اپنی جائے قیام سے اکثر غائب رہتے، کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ زیادہ تر فجر کی نماز بیت اللہ میں ادا کرتے تھے۔ وہاں کے نمازی حضرات آپ کو پیر مکہ سے پکارتے تھے۔ آپ کے ہم عصر ولی کامل حضرت جمال الدین ملتانی بھی اکثر و بیشتر فجر کی نماز بیت اللہ شریف میں ادا کرتے تھے۔ ایک روز مکہ مکرمہ کے امام صاحب کی طبیعت بہت خراب ہوگئی اور وہ نماز پڑھانے کے لیے نہیں آسکے تو اس وقت موجود نمازیوں نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ پیر مکہ کو امام بنایا جائے جو بدایوں سے نماز پڑھنے کے لیے آتے ہیں۔ چنانچہ نمازیوں کی خواہش کے مطابق آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔

حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت:

حضرت سلطان المشائخ حضرت قطب الاقطاب کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کا کی اور سید جلال الدین تبریزی کے درمیان سیر و سیاحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ شیخ جلال الدین نے اپنی سیاحت اس طرح

(۱)۔ خلاصۃ العارفین (فارسی) مخزونہ: کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

(۲)۔ جدید تذکرۂ اولیائے پاک و ہند، تصنیف: ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ص: ۳۵، ناشر: چودھری غلام رسول و میاں جواد رسول، سن اشاعت: باراول: اکتوبر ۱۹۹۹ء۔

بیان کی کہ ایک مرتبہ میں قرش کی طرف مسافر تھا۔ میں نے بہت سے بزرگوں کی خدمت کی۔ الغرض ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچا، جوشہر کے نزدیک ایک غار میں رہتے تھے۔ اس وقت وہ نماز میں مشغول تھے، جب فارغ ہوئے تو میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کے جواب میں کہا: علیکم السلام یا شیخ جلال الدین! میں حیران رہ گیا کہ انھیں میرا نام کس طرح معلوم ہو گیا۔ اس نے کہا جس نے تجھے یہاں لایا ہے، اسی نے تیرا نام بھی بتایا ہے۔ میں آداب بجالایا۔ حکم ہوا بیٹھ جا! میں بیٹھ گیا۔ پھر انھوں نے یوں حکایت شروع کی ''ایک مرتبہ میں نے ایک ڈیڑھ سوسالہ نہایت باعظمت درویش کو دیکھا، جوخواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے تھے، جوبھی مسلمان کسی مہم میں کامیابی کی دعا کے لیے اس بزرگ کی خدمت میں آتے تو ابھی وہ پہنچ بھی نہیں پاتے، وہ مہم سرانجام پا جاتی۔ بعدازاں انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک ہزار سات سو پیروں کی خدمت کی ہے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ نصیحت کی ہے۔ آخری مرتبہ خواجہ شمس الدین والعارفین نے مجھے یہ نصیحت فرمائی :اے درویش !اگر تو خدارسیدہ اوراس کے نزدیک ہونا چاہتا ہے تو دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہو جا اوران سے دور رہ کیوں کہ درویش دنیاوی تعلقات کی وجہ سے حصول معرفت سے عاجز رہ جاتا ہے؛ اس لیے کہ دنیا کی محبت ہی تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ جو اہل دنیا سے بیزار ہوا وہی خدارسیدہ ہو گیا۔ پس اے جلال الدین! مردانِ خدا نے سب سے قطع تعلق کیا ہے تب کہیں وہ خدارسیدہ ہوئے ہیں۔ پھر شیخ جلال الدین نے فرمایا: میں رات وہیں رہا۔ افطار کے وقت کیا دیکھتا ہوں کہ جو کی دو روٹیاں عالم غیب سے نمودار ہوئیں۔ اس بزرگ نے ایک میرے آگے رکھی کہ افطار کر! جب افطار کر لیا تو انھوں نے فرمایا کہ گوشے میں جا کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جا۔ رات کا تیسرا حصہ گزرا تھا کہ میں نے ایک صوف پوش مرد کو جس کے ہمراہ سات شیر تھے، دیکھا۔ اس شخص نے آکر سلام کیا اوراس بزرگ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے پھر وہ شیر کبھی اس شخص کے گرد پھرتے تھے اور کبھی کھڑے رہتے۔ میں دیکھ کر کانپ اٹھا اور میں کہنے لگا الٰہی! یہ کیسا آدمی ہے جس نے شیروں سے محبت لگا رکھی ہے۔ الغرض کلام اللہ شروع کیا اور تیسرے پہر کے آخر تک اس

نے دس مرتبہ ختم کیا۔ تلاوت کے بعد اٹھے اور تازہ وضو کرکے پھر تلاوت میں مشغول ہوگئے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بھی ان کے ہمراہ نماز ادا کی۔ اس بزرگ نے مجھے فرمایا کہ یہ میرا بھائی خضر ہے، اس کے دیکھنے کی مجھے آرزو تھی۔ جب یہ بات کہی تو میں نے دوبارہ مصافحہ کیا، مجھ پر کمال شفقت فرمائی۔ بعد ازاں وہ بزرگ اور شیر آداب بجالاکر واپس چلے گئے۔ پھر میں نے وداع ہونا چاہا تو اس بزرگ نے فرمایا: اے جلال الدین! تو جاتا تو ہے لیکن بندگان خدا کی خدمت کرنا اور اپنے تئیں ان کے حوالے کرنا اور اللہ تعالیٰ کے کام میں سستی نہ کرنا پھر تو کسی مقام پر پہنچ جائے گا، لیکن اس راہ میں کہ تو جاتا ہے ایک دریا ہے، اس کے کنارے دو شیر رہتے ہیں تو وہاں پہنچے گا تو وہ تجھے تکلیف پہنچانا چاہیں گے تو میرا نام لینا، تو سلامتی سے گزر جائے گا۔ بعد ازاں شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ میں آداب بجالاکر واپس چلا آیا۔ جب وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں شیر غراتے ہوئے میری طرف پھاڑنے کو آئے، جب نزدیک آئے تو میں نے انہیں للکارا کہ میں فلاں بزرگ کے پاس سے آرہا ہوں۔ جوں ہی انہوں نے بزرگ کا نام سنا دوڑ کر میرے قدموں میں سر ملنے لگے اور پھر واپس چلے گئے۔ میں صحیح سلامت اپنے مقام پر پہنچ گیا''۔(۱)

مذکورہ حکایت سے حضرت جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کی عبادت، عظمت اور بزرگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

---

(۱) راحت القلوب (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، ص: از ۱۸۵ تا ۱۸۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

باب سوم

☆علمی مقام
☆فرامین شیخ جلال الدین تبریزی

علمی مقام:

حضرت جلال الدین تبریزی جس طرح باطنی علوم کے بحرِ ناپیدا کنار تھے اسی طرح ظاہری علوم کے سیلِ رواں بھی تھے۔ آپ نے سات سال تک بخارا میں معرفت وسلوک کی تعلیم حاصل کی اور ظاہری و باطنی علوم کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے آپ کے علم ومعرفت کو یوں بیان کیا ہے: ''آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ (۱)

صاحب سیر العارفین نے آپ کی ظاہری و باطنی کمالات کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے: ''وہ جلال الدین ظاہری و باطنی علوم میں لہریں مارتے ہوئے دریا تھے''۔ (۲)

حضرت تبریزی علیہ الرحمہ علم وعرفان میں بلند مرتبہ پر فائز تھے جس کے سبب ان کے ہم عصر علما وصوفیا بھی ان کا حد درجہ احترام کرتے تھے اور انھیں قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

حضرت جلال الدین تبریزی صاحب تصنیف وتالیف بزرگ تھے۔ آپ کی طرف دومعرکتہ الآراء رسالے منسوب ہیں: (۱) شرح نودونہ نام کبیر: یہ رسالہ خدائے بزرگ وبرتر کے اسمائے گرامی کی توضیح وتشریح پر مشتمل ہے۔ (۲) مرآۃ الاسرار: اس میں خدائے تعالیٰ کے اسرار ورموز اور حقائق ودقائق کا بیان ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی ج ۱۸ کی درج ذیل عبارت سے آپ کے ان دونوں رسالے کی تائید بھی ہوتی ہے:

---

(۱)۔ مرآۃ الاسرار (اردو ترجمہ) مترجم: مولانا الحاج کپتان واحد بخش، ص: ۲۲۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶، سن اشاعت: ۲۰۰۵ء۔

(۲)۔ سیر العارفین (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ایوب قادری، ص: ۲۳۹، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: بار اول اپریل، ۱۹۷۶ء۔

''دو رسالہ شرح نو دونہ نام کبیر و مرآۃ الاسرار را بہ جلال الدین تبریزی نسبت دادہ اند''۔ (قریشی، ص: ۱۸۴؛ ۸، قدوسی، ص: ۱۱۳)[1]

حضرت جلال الدین کے علم وعرفان میں بے مثال ہونے کی دلیل ان کے اقوال عارفانہ وفرمان فاضلانہ بھی ہیں جو تاریخ کے اوراق میں ثبت ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے اقوال وفرامین کو اختصاراً پیش کر رہے ہیں جس سے آپ کے علم ومعرفت کا بخوبی اندازہ لگ سکے گا۔

فرمانِ اول:

عالموں کی نماز اور ہوتی ہے اور فقیروں کی اور

حضرت جلال الدین تبریزی قیام بدایوں کے دوران ایک دن وہاں کے قاضی کمال الدین جعفری کے پاس کسی کام سے تشریف لے گئے تو قاضی صاحب کے خادموں نے کہا کہ قاضی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ قاضی صاحب کو نماز پڑھنا آتی ہے اور یہ کہہ کر آپ واپس چلے آئے۔ قاضی صاحب نے نماز سے فراغت کے بعد جب اپنے خادموں سے شیخ صاحب کی یہ بات سنی تو ان کو بڑا ملال ہوا۔ دوسرے دن قاضی صاحب حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ قاضی صاحب کو نماز پڑھنا آتی ہے۔ میں نے تو کئی کتابیں نماز اور اس کے احکام کے متعلق لکھی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا ''یہ بجا ہے، لیکن عالموں کی نماز اور ہوتی ہے اور فقیروں کی اور''۔ قاضی صاحب نے پوچھا کیا فقرا رکوع اور سجود کسی اور طرح ادا کرتے ہیں یا قرآن شریف کسی اور طرح پڑھتے ہیں؟ شیخ صاحب نے فرمایا: نہیں، علماء کی نماز اس طرح ہوتی ہے کہ ان کی نظر کعبہ پر رہتی ہے اور وہ نماز ادا کرتے ہیں اور اگر کعبہ دکھائی نہ دے تو پھر وہ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور اگر کسی ایسے مقام پر ہوں جہاں سمت معلوم نہ ہو تو جس طرف چاہیں قیاس کر کے نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس طرح علما کی نماز ان تین قسموں کی ہوتی ہیں، لیکن فقیر جب تک عرش کو نہیں دیکھ لیتے نماز ادا نہیں کرتے۔ قاضی کمال الدین کو اگرچہ یہ بات ناگوار گزری لیکن کچھ

(۱)۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، جلد ہجدہم (۱۸)۔

نہ کہا اور واپس چلے آئے۔ جب رات ہوئی تو خواب میں دیکھا کہ واقعی شیخ صاحب عرش پر مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ دوسرے دن دونوں بزرگوار ایک مجلس میں آئے تو شیخ صاحب نے فرمایا: اے فلاں! علما کا کام اور مرتبہ معلوم ہے؟ ان کی ساری محنتیں اس پر صرف ہوتی ہیں کہ وہ علم حاصل کر کے مدرس بنیں یا قاضی بنیں یا صدر۔ دنیا میں ان کا مرتبہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوتا، لیکن درویشوں کے بہت سے مرتبے ہیں۔ ان کا پہلا مرتبہ یہ ہوتا ہے جو قاضی صاحب کو گزشتہ رات دکھایا گیا ہے۔ جب یہ بات آپ نے کہی تو قاضی صاحب نے اٹھ کر معافی مانگی اور اپنے لڑکے برہان الدین اور اپنا سر شیخ کے قدموں پر رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے انھیں مرید کیا اور اپنی کلاہ دی۔ (۱)

حضرت جلال الدین کے اس قول میں کس قدر گہرائی و گیرائی ہے کہ آپ نے چند لفظوں میں علما کی نماز اور ان کے مراتب اور صوفیا کی نماز اور ان کے درجات کو واضح کر دیا نیز اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ علما کے درجات دنیا میں محدود و متعین ہوتے ہیں لیکن درویشوں کے مراتب ان گنت ہوتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق براہ راست لامحدود فضل و کرم والی ذات گرامی سے ہوتا ہے۔ حضرت کا یہ جامع قول ان کے علم شریعت وطریقت میں بے نظیر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

فرمان دوم:

جس نے اللہ سے محبت کی وہ زندہ رہا اور جس نے اس سے محبت نہیں کی وہ دنیا سے جانوروں کی طرح خالی ہاتھ جائے گا

آپ نے ایک مرتبہ اپنے برادر طریقت شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کو ایک خط ارسال کیا، جس کا اقتباس نزہۃ الخواطر میں یوں مرقوم ہے:

"یا اخی! من شرب من بحر مؤدته یحییٰ حیاة لا
موت بعدها ومن لم یذق من صافی المحبة یخرج من

(۱)۔ فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصۂ پنجم، ص: ۸۶۱، ۸۶۲، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

الدنیا کالبھائم صفر الیدین واذا مات صار جیفۃ و مات موتا لا حیاۃ بعدہ، کما قال اصدق القائلین: "ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا"[۱]

ترجمہ: "برادرمن! جس شخص نے اس کی دوستی کے دریا کا پانی پیا وہ زندہ وجاوید رہا اور جس نے اس کی خالص محبت کا مزہ نہیں چکھا وہ دنیا سے جانوروں کی طرح خالی ہاتھ جائے گا اور جب اس پر موت آئے گی تو وہ مردہ ہو جائے گا اور ایسی موت مرے گا جس کے بعد زندگی نہ ہوگی، جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا اور گم گشتۂ راہ رہے گا۔ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل)

فرمانِ سوم:

سحری بھی کھاؤ، شام کا کھانا بھی اور چاشت بھی لیکن اس سے حاصل شدہ قوت بندگیٔ خدا میں صرف کرو اور گناہ نہ کرو

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا: ایک شخص نے جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک شخص سحری کھالیتا ہے، لیکن روزہ نہیں رکھتا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سحری بھی کھاؤ، شام کا کھانا بھی کھاؤ اور چاشت بھی۔ یہ ضروری ہے کہ اس خوراک سے جو قوت حاصل ہوا سے اللہ کی عبادت میں صرف کرے اور گناہ نہ کرے۔[۲]

حضرت کے اس نورانی وعرفانی بیان سے ظاہر ہوا کہ خوراک سے حاصل شدہ طاقت وقوت کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں صرف کرنا چاہیے؛ تا کہ کھانا بھی عبادت ہو اور اس کا مقصد بھی فوت نہ ہو۔

---

(۱)۔نزھۃ الخواطر بہجۃ المسامع والنواظر، تصنیف: حکیم عبدالحی لکھنوی، ص:۱۴۹، مطبوعہ: دار ابن حزم، بیروت، لبنان ۱۹۹۹ء۔

(۲)۔فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصۂ چہارم، ص:۸۳۶، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد

فرمان چہارم:

زمین وجائداد کا شیدائی دنیا واہل دنیا کا اسیر ہوتا ہے

حضرت جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر بھائی شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا کو ایک موقع پر عربی زبان میں ایک خط تحریر فرمایا تھا، جس کا مضمون تھا: عورتوں کے اپنے گھر سے لائے ہوئے مال کا شیدائی نا کام ہوتا ہے اور زمین وجائداد سے محبت رکھنے والا دنیا واہل دنیا کا غلام ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا نے فرمایا: آپ نے (جلال الدین) شیخ بہاء الدین قدس سرہ العزیز کی طرف عربی خط لکھا ہے، جسے میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ ضیعہ کے معنی زمین، گاؤں وغیرہ ہے۔ مختصر یہ کہ عربی لفظ تو یاد نہیں البتہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ضیعہ (زمین وغیرہ) پر دل لگاتا ہے وہ گویا دنیا اور اہل دنیا کا بندہ بن جاتا ہے۔ [۱]

حضرت جلال الدین کے معرفت وتصوف سے لبریز خط اور ارشاد سے جہاں مسائل تصوف پر روشنی پڑتی ہے وہیں ان کے علم وعرفان میں کامل ہونے کا بین ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔

فرمان پنجم:

نیکوں کی صحبت سو سال کی طاعت سے افضل ہے

حضرت محبوب الٰہی نے اچھوں اور بُروں کی صحبت کے باب میں حضرت کے اس فرمان کو پیش فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں: نیکوں کی صحبت سو سال کی طاعت سے افضل ہے، پس جو شخص نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ دونوں جہاں کی مرادیں حاصل کر لیتا ہے اور جو بدوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ ان تمام سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ [۲]

---

(۱)۔ مصدر سابق، حصہ سوم، ص ۱۶۷۔

(۲)۔ افضل الفوائد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین بدایونی، حصہ اول، ص: ۴۳۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

حضرت جلال الدین تبریزی کے اس فرمان عالی شان سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے تاکہ سعادت دارین حاصل ہو اور بروں کی صحبت سے ہمہ دم پرہیز کرنا چاہیے تاکہ دارین کی جملہ سعادتوں کی محرومی سے محفوظ رہا جاسکے۔ بنابریں صوفیائے کرام شیخ کی صحبت کو نفلی عبادت وریاضت سے افضل قرار دیتے ہیں اور مدارج معرفت وسلوک طے کرانے کا بہترین رہنما تصور کرتے ہیں۔تمام صوفیاء کا یہی حال رہا ہے کہ وہ اپنے شیخ کے زیر سایہ عرفان وایقان کی منزلیں طے کرتے ہیں اور رضائے مولیٰ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔حضرت جلال الدین تبریزی نے سات سال تک اپنے مرشد گرامی شیخ شہاب الدین سہروردی کے زیر سایہ ولایت کی منزلیں طے کیں اور فنافی الشیخ کا عظیم مرتبہ حاصل کیا۔

فرمان ششم:

''جس نے شہوت پرستی کی وہ کبھی فلاح نہیں پاتا،جس نے صنعت میں دل لگایا وہ دنیا کا بندہ ہوگیا''۔(۱)

حضرت کے اس نورانی بیان سے معلوم ہوا کہ شہوت پرستی بری بلا ہے اور اس میں گرفتار شخص کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا ہے۔دنیا کے مالوں سے محبت کرنے والا دنیا کا غلام بن جاتا ہے لہذا مخلوق خدا کو چاہیے کہ دنیاوی مال واسباب سے دل نہ لگائے بلکہ خالق دنیا سے دل لگائے اور اسی کا غلام بنے،اسی میں ابدی نعمت اور اخروی نجات ہے۔

فرمان ہفتم:

لفظ خانقاہ کی توضیح پر معنی خیز ارشاد

مولانا علی جاندار نے حضرت سلطان المشائخ کی ایک گفتگو نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت جلال الدین تبریزی کا لفظ خانقاہ کی توضیح وتشریح پر ایک قول بیان کیا ہے:''می فرمودند کہ شیخ جلال الدین تبریزی می فرمود برائے طاعت وعبادت مسجد خوب

(۱)۔جدید تذکرۂ اولیائے پاک وہند،تصنیف:ڈاکٹر ظہور الحسن شارب،ص:۳۵،ناشر:چودھری غلام رسول ومیاں جواد رسول،سن اشاعت:باراول:اکتوبر ۱۹۹۹ء۔

است وبرائے مشغولی ظاہر و باطن خانقاہ ودر خانقاہ نشستن برائے دریافت دلہا باشد ومعنی خانقاہ بیت العبادت است۔مراد از لفظ قاہ عبادت باشد ،چنانکہ گویند: مرد بخدمت حضرت رسالت پناہ ﷺ آمد وگفت یارسول اللہ انا من اہل القاہ''۔(۱)

ترجمہ: فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ طاعت وعبادت کے لیے مسجد بہتر ہے اور ظاہر و باطن کی مشغولی کے لیے خانقاہ۔خانقاہ میں بیٹھنا ہمدردی اور دلداری کے لیے ہے۔خانقاہ کے معنی ''عبادت کے گھر'' کے ہیں۔''قاہ'' سے مراد عبادت ہے جیسا کہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت رسالت پناہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں اہل عبادت میں سے ہوں۔

حضرت کے مذکورہ تحقیقی فرمان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ذات گرامی صرف عمل کی دنیا تک محدود نہیں تھی بلکہ جس طرح آپ اپنے وقت کے ایک بلند پایہ درویش تھے،اسی طرح اپنے دور کے ایک عظیم محقق بھی تھے۔

---

(۱) درر نظامیہ (قلمی) تصنیف: مولانا علی شاہ محمود ابن جاندار، ب۵۲۔

باب چہارم

☆ باطنی کمالات
☆ لباس کی برکت
☆ قطب زمانہ شیخ علی مولیٰ
☆ حضرت گنج شکر سے ملاقات

باطنی کمالات:

آپ ظاہری و باطنی کمالات کے جامع تھے۔ آپ نے نور معرفت سے بے شمار مخلوق خدا کے قلوب واذہان کو منور و مجلّٰی کیا اور ایمان وایقان کی دولت سے سرفراز فرمایا، اپنے روحانی وعرفانی کمالات سے سینکڑوں گمگشتگان کو راہ ہدایت اور تصوف وسلوک کا امام بنایا۔

شیخ جمالی نے آپ کے باطنی کمالات پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

از جہان معرفت دریا ے راز	شمع ساں در آتش وحدت گداز
گنج اسرار حق وکان کرم	در گروہ پاک زاں محترم
آتش عشق خدا افروختہ	جان و دل در شعلہ آں سو ختہ
در محیط عشق از پا تا بہ فرق	ازکمال معرفت پیوستہ غرق
در شریعت پاے صدق او درست	در حقیقت دائما چالاک و چست
آں ملک سیرت جلال الدین پاک	در رہ دیں کردہ شیطان راہلاک
چوں دلم ز سر عشقش آ گہ است	ہمت او با جمالی ہمراہ است

آں رہروان اطلاق وآں سر حلقۂ عاشقان آفاق، آں صوفی صفہ صفا، آں لولوء لجہ مہر وفا، آں سیمرغ کوہ قاف عفت وآں شیر بیشہ ہمت، آں محیط نسیم صبح خیزی ابوالقاسم شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ شیخ بود عظیم القدر و شیخ مشیخت ومعرفت در کمال خود مثالے نداشت وتمام مشایخ کبار او را در مشیخت ومعرفت مسلم داشتند ے و در کشف وکرامات بے نظیر پنداشتند ے، در ترک وتجرید نہا یتے نداشت و در توحید وتفرید نہاتے نہ، در جذب خواطر مستثنٰی وممتاز بود۔ (۱)

(۱)۔ سیر العارفین (فارسی) تصنیف: مولانا شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۱۶۴، مطبوعہ: مطبع رضوی، دہلی باہتمام سید میر حسن، سن اشاعت: ربیع الآخر، ۱۳۱۱ھ

ترجمہ : ☆ دنیاے معرفت کے راز و نیاز کا دریا، وحدت کی آگ میں موم بتی کی طرح پگھلنے والا۔

☆حق تعالیٰ کے بھیدوں کا ذخیرہ اور جود وسخا کا خزانہ، پاک ہستیوں کی جماعت میں باعزت۔

☆ اللہ تعالیٰ کے عشق کی آگ سے منور ومجلیٰ، جان ودل اس کے شعلہ میں جلایا ہوا۔

☆ سر سے پیر تک عشق کے بھنور میں، کمال معرفت سے ہمیشہ ڈوبا ہوا۔

☆اس کی سچائی کا قدم شریعت میں درست، حقیقت میں ہمیشہ چالاک وچست۔

☆ وہ پاک سیرت بادشاہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ، جس نے دین کی راہ میں شیطان کو ہلاک کیا۔

☆ جب میرا دل اس کے عشق کے بھید سے آگاہ ہے، اس کا حوصلہ جمالی کے ہمراہ ہے۔

وہ آزادی کے مسافروں میں سے تھے، دنیا کے عاشقوں کے سرداراور صفہء صفا کے صوفی تھے، مہر ووفا کی نہر کی موتی، عفت کے کوہ قاف کے سیمرغ، ہمت کے جنگل کے شیر اور صبح خیزی کی نسیم کے سمندر تھے۔ ابو القاسم شیخ جلال الدین تبریزی عظیم القدر شیخ اور مشیخت ومعرفت کے آسمان تھے۔ کمالات میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور تمام بڑے بڑے عالی مرتبہ شیوخ، مشیخت ومعرفت میں ان کے قائل تھے۔ کشف وکرامت میں ان کو بے مثال سمجھا جاتا تھا۔ ترک وتجرید میں ان کی کوئی حد نہیں تھی اور توحید وتفرید میں کوئی انتہا نہ تھی۔ جذب خواطر میں وہ مستثنیٰ اور ممتاز تھے۔

ڈاکٹر ظہور الحسن نے آپ کے مدارج باطنی کو یوں بیان کیا ہے: آپ کمالات صوری ومعنوی سے آراستہ تھے۔ (۱)

اس سلسلے میں صاحب اخبار الصالحین مولانا نواب معشوق رقم طراز ہیں: جہان معرفت، دریاے راز، عشق ومحبت کے شہباز، گنج حقیقت ومعانی، مہبط انوار یزدانی، سرچشمۂ الفت ودل آویزی شیخ المشایخ ابو القاسم حضرت جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ کے فحول اولیا اللہ میں سے تھے۔ (۲)

(۱)۔ جدید تذکرۂ اولیائے پاک وہند، تصنیف: ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ص: ۳۵، ناشر: چودھری غلام رسول ومیاں جواد رسول، سن اشاعت: باراول: اکتوبر ۱۹۹۹ء۔

(۲)۔ اخبار الصالحین، تالیف: نواب معشوق یار جنگ بہادر ص: ۲۶۷، مطبوعہ: اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشن پرنٹر حیدرآباد، دکن، سن اشاعت: ۱۹۳۲ء۔

شیخ جلال الدین کی کرامت و بزرگی کا اندازہ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا جیسے ولی کامل اور منصف زمانہ بزرگ کے اس عمل سے لگایا جا سکتا ہے، جب وہ حضرت جلال الدین تبریزی پر شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ کی لگائی ہوئی تہمت کا فیصلہ کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے تو جہاں بزرگوں نے جوتیاں اتاری تھیں آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور شیخ جلال الدین کی نعلیں مبارک کو پہچان کر زمین سے اٹھالیا اور چوم کر سر آنکھوں پر رکھ لیا اور پھر آستین مبارک میں رکھ کر آئے اور سلام کیا۔ (۱)

پچاس فقیروں کو خدا رسیدہ بنا دیا:

حضرت جلال الدین نے بندر دیومحل (دیوتالہ) میں قیام کے دوران پچاس روز میں پچاس فقیروں کو خدائے بزرگ و برتر تک پہنچا کر صاحب عرفان و ایقان بنا دیا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں: آپ (جلال الدین) کچھ مدت وہاں (دیوتالہ) رہے اور حکم دیا کہ خانقاہ بناؤ، خانقاہ تیار ہوگئی تو ہر روز ایک گدا گر کو لاکر اس کا سر مونڈ واتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسیدہ بنا دیتے۔ (۲)

حضرت سلطان المشائخ کے مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ شیخ جلال الدین ولایت کے عظیم مقام پر فائز تھے اور روحانی و عرفانی کمالات کے جامع تھے اور ادنیٰ و کمتر لوگوں کو بھی اپنے نورِ عرفان سے فیض یاب کر کے خدا رسیدہ بناتے اور فضل و کمالات سے نوازتے تھے۔ یہ تو صرف ایک مقام پر آپ کے باطنی کمالات کا اظہار تھا، اس طرح آپ سے بہت سارے مقامات پر روحانی و عرفانی کمالات کا ظہور ہوا اور بے شمار لوگوں کو آپ کے ذریعے ولایت و قطبیت اور استقامت کی نعمت ملی۔

لباس کی برکت:

حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے فرمایا: جس وقت آپ (مولانا علاء الدین)

---

(۱)۔ فوائد السالکین (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ، ص: ۱۳۹، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

(۲)۔ افضل الفوائد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین بدایونی، حصہ اول، ص: ۴۴۵، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

بچے تھے اور بدایوں کے ایک کوچے میں پھر رہے تھے اور شیخ جلال الدین تبریزی دہلیز پر بیٹھے تھے، جب شیخ صاحب کی نگاہ مولانا علاء الدین پر پڑی تو آپ کو بلایا اور جو لباس خود پہنا ہوا تھا مولانا کو پہنایا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ''مولانا علاء الدین میں جو اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ پائے جاتے ہیں، وہ سب اسی لباس کی برکت سے ہیں''۔ (۱)

یہ شیخ تبریزی کے بدن مبارک سے مس شدہ نورانی پیراہن کی برکت تھی، جسے استاذ سلطان المشائخ حضرت مولانا علاء الدین اصولی زیب تن کرنے کے سبب صاحب استقامت وکرامت اور حامل اوصاف حمیدہ وستودہ بن گئے اور اس قدر بلند مرتبہ پر فائز ہوئے کہ اس عہد کے بہت سارے مشائخ کبار کے معلم بنے اور سلطان المشائخ جیسے عظیم المرتبت درویش کے بھی مشفق استاذ ہوئے۔

اس صاحبِ فضل وکرامت بزرگ کے بارے میں حضرت محبوب الٰہی کا بیان ہے کہ وہ بہت بڑے بزرگ اور کامل مرد تھے۔ ان کی علمی لیاقت بہت بلند تھی، وہ حد درجہ دانشمند اور انصاف پسند تھے، برملا انصاف کی بات کہہ دیا کرتے تھے، لیکن کسی کی بیعت نہ کی تھی، اگر کسی کے مرید ہو جاتے تو کامل حال شیخ بن جاتے۔ (۲)

زمین وآسمان کے حجابات روشن کردیے:

حضرت جلال الدین تبریزی نے ایک دن عشق ومستی کی حالت میں حضرت بہاء الدین زکریا کے مرید وخلیفہ حاجی جمال الدین ملتانی (۳) کو شراب ارغوانی عطا کیا، انہوں نے شراب دنیا سمجھ کر آپ کی ظاہری نظروں سے چھپا کر اپنے گریبان میں انڈیل دیا۔ جب حاجی جمال الدین کی کنیز نے ان کے گریبان کو پانی سے دھویا اور اس دھوون کو نوش کرلیا تو اس کی نگاہ سے زمین وآسمان کے تمام حجابات اٹھ گئے۔ جب حاجی جمال الدین کو اپنی کنیز کے مذکورہ

(۱)۔ فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصۂ چہارم، ص:۸۶-۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد

(۲)۔ مصدر سابق

(۳)۔ قاضی جمال الدین ملتانی: آپ بدایوں کے باکمال بزرگ اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید صادق تھے۔ آپ کا مزار اقدس بدایوں میں مرجع خلائق ہے۔

انکشاف کا علم ہوا تو اس نے اپنے پر بہت افسوس کیا اور دوبارہ حضرت کی بارگاہ میں آئے۔ معذرت کرتے ہوئے پھر جام شراب کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا: بس وہی ایک مبارک گھڑی تھی شراب نوش کرنے کی جو گزر گئی اب پلٹ کر نہیں آ سکتی۔

آپ کی نگاہ ولایت نے ایک ہندو رہزن کو مسلمان اور قطب بنادیا

خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز بدایوں پہنچے۔ ایک روز گھر کی دہلیز پر بیٹھے تھے۔ ایک شخص چھاچھ بیچنے والا مٹکا اٹھائے ہوئے پاس سے گزرا، وہ بدایوں کے نزدیک موسیٰ نامی گاؤں کا رہنے والا تھا، جہاں کے آدمی چوری اور ہزنی میں مشہور تھے۔ الغرض جب اس کی نگاہ شیخ جلال الدین تبریزی کے چہرے پر پڑی تو اس کا دل بھر گیا۔ جب شیخ صاحب نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا دین محمدی میں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں؟ فوراً ایمان لے آیا۔ آپ نے اس کا نام علی رکھا۔''(۱)

یہ حضرت جلال الدین کی نگاہ ولایت کا کمال تھا کہ آپ نے ایک ہی نظر میں اس ہندو ڈاکو کے دل کی دنیا بدل ڈالی اور ایمان و عرفان کی دولت سے بہرہ ور فرما دیا۔

قطب زمانہ شیخ علی مولیٰ:

علی مولیٰ نے اپنے پیرومرشد کے زیر سایہ ولایت کی منزلیں طے کیں اور اپنے وقت کے عظیم المرتبت شیخ بن کر چمکے۔ ان کی عظمت و کرامت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس دور کے علما و مشائخ اور عوام سبھی ان کو متبرک سمجھتے تھے اور ان کے قدم مبارک کو چومتے تھے۔ وہ صاحب یقین تھے، جو کوئی ان کی زیارت کرتا وہ بالیقیں جان لیتا کہ آپ خدا رسیدہ اور اس کے دوست ہیں۔(۲)

حضرت جلال الدین نے آپ کو سلسلہ سہروردیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا

---

(۱)۔ اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر، ص:۳۸۷، ۳۸۸، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

(۲)۔ خیر المجالس، ملفوظات حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۱۹۳، ناشر: واحد بک ڈپو جونہ مارکیٹ، کراچی ۲، سن اشاعت: ندارد۔

اور بدایوں کا قطب مقرر کیا۔ اسی مرد درویش نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کے سر پر دستار علم و دانش سجائی اور ان کے حق میں عالم دین اور بلند ہمت درویش ہونے کی دعا فرمائی، جس کا تاریخی پس منظر سید کرمانی نے یوں بیان کیا ہے: جب سلطان المشائخ ایک بڑی کتاب (مختصر القدوری) ختم کرنے کے قریب تھے تو آپ کے قابل و دل سوز معلم نے کہا چونکہ تم ایک معتبر اور بڑی کتاب تمام کرنے کو ہو لہذا دانشمندی کی دستار سر مبارک پر باندھنا چاہیے۔

سلطان المشائخ نے اپنے مہربان و معزز استاذ کی یہ حکایت والدہ محترمہ کے آگے بیان کی۔ اس مخدومہ جہاں نے اپنے دست مبارک سے سوت کاتا اور اس کا کپڑا بنوا کر ایک دستار تیار کی۔ سلطان المشائخ نے جب وہ کتاب تمام کر ڈالی تو آپ کی والدہ محترمہ نے ایک دعوتی مجلس ترتیب دی، وافر کھانا تیار کیا اور چند بزرگان دین اور علماء اہل یقین کو اس مبارک تقریب میں مدعو کیا۔ اس مجلس میں شیخ جلال الدین تبریزی کے مرید خواجہ علی بھی تشریف رکھتے تھے، جنہوں نے دینی نعمت شیخ جلال الدین تبریزی سے حاصل کی تھی اور اس زمانہ میں کرامت کے ساتھ مشہور و معروف تھے۔ جب اہل مجلس کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو جناب سلطان المشائخ اس دستار کو اپنے دست مبارک میں لیے سوئے مجلس آئے تا کہ ان بزرگان دین کے سامنے دستار بندی کی رسم ادا ہو۔ یہ دیکھ کر شیخ خواجہ علی اٹھے اور پگڑی کا ایک سرا تو اپنے دست مبارک میں لیا اور دوسرا سرا حضرت سلطان المشائخ کے ہاتھ میں دیا۔ چنانچہ سلطان المشائخ نے دستار کرامت سر پر باندھی اس کے بعد آپ نے اولا خواجہ علی کے آگے سر خم کیا پھر تمام اہل مجلس کے آگے خم کیا، پھر خواجہ علی نے تمام اہل مجلس کے سامنے اپنا دست کرامت سلطان المشائخ کے سر پر رکھا اور یوں دعا فرمائی: حق تعالیٰ تمہیں علماء دین کے زمرے میں داخل کرے اور مجلس برخواست ہوگئی۔ (۱)

حضرت گنج شکر سے ملاقات اور پُر فیض انار:

حضرت جلال الدین کتھوال میں قیام فرماتے تھے۔ آپ نے لوگوں سے دریافت

(۱) سیر الاولیاء (اردو ترجمہ) مترجم: غلام احمد بریاں، ص: ۱۶۷، ۱۶۸، ناشر: مشتاق احمد، برائے مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، سن اشاعت: ندارد

کیا کہ اس شہر میں کوئی درویش ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جامع مسجد میں ایک قاضی بچہ رہتا ہے جو ہمیشہ یادالٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ یہ معلوم کر کے حضرت جلال الدین ان سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص نے آپ کو ایک انار پیش کیا، آپ اس انار کو لے کر قاضی بچہ شیخ فریدالدین گنج شکر کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے وہ انار شیخ فرید کو عطا کیا انہوں نے اس انار کو توڑ کر حاضرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود ایک دانہ بھی تناول نہ کیا اس لئے کہ وہ اس روز، روزہ سے تھے اتفاقاً تقسیم کے دوران ایک دانہ زمین پر گر گیا تھا جب حضرت فرید کی نظر اس دانہ پر پڑی تو انہوں نے اس کو اٹھایا اور اپنی دستار کے سرے میں باندھ لیا اور اس دن آپ نے اس انار کے دانے سے افطار کیا۔ وہ انار کا دانہ کھاتے ہی بڑے بلند درجات پر فائز ہو گئے۔ آپ کہا کرتے تھے افسوس! اس دن میں نے سارا انار نہیں کھا لیا ورنہ میرا مقام کچھ اور ہوتا۔ جن دنوں آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے نہایت حسرت کے ساتھ انار نہ کھانے پر افسوس کیا۔ حضرت شیخ قطب الدین نے فرمایا: ''بابا فرید جو کچھ تھا اس ایک دانے میں تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے لئے محفوظ رکھ لیا تھا''۔ (۱)

مفتی غلام سرور کے اس بیان سے پتہ چلا کہ انار کا وہ دانہ کوئی عام دانہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک بابرکت اور پُرفیض دانہ تھا، جس پر شیخ تبریزی نے نگاہ عرفان ڈالی تھی اور اسے روحانیت و نورانیت سے لبریز فرما دیا تھا، جس کے کھانے کے بعد حضرت فرید کی طبیعت میں انشراح اور قلب میں روشنی پیدا ہوگئی۔ ان کے روحانی و عرفانی درجات بلند ہوئے۔ ان کا مخفی بھید ان تک پہنچا اور ساری نعمتیں ان کو مل گئیں۔

آپ کی دعا سے شیخ علی کھوکھری کی بگڑی بن گئی

حضرت علی کھوکھری ایک بلند پایہ اور صاحب کرامت بزرگ تھے اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید تھے۔ حضرت امیر خسرو تحریر کرتے ہیں: بعد ازاں شیخ علی کھوکھری کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ سلطان المشائخ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ

(۱) خزینۃ الاصفیاء، ج: دوم (اردو ترجمہ)، مترجم: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ص: ۱۰۱، ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سال طباعت ترجمہ: ۲۰۰۱ء۔

بزرگ آدمی تھے۔ جب آپ مرید ہوئے تو شیخ بہاء الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک غار میں جا کر رہنے لگے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد شیخ صاحب آپ کو دیکھنے گئے تو عصر کا وقت تھا جب گفتگو میں مشغول ہوئے تو آپ کے ہاتھ میں گھاس تھی۔ عرض کی میں نے جناب کی برکت سے اس قدر ترقی کر لی ہے اگر اس گھاس کو کہہ دوں کہ سونا بن جا تو سونا بن جائے گی۔ چنانچہ یہ کہا تو گھاس سونا بن گئی۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر ناراض ہو گئے اور واپس چلے آئے۔ جب دوسری مرتبہ آپ کو دیکھنے گئے تو شام کا وقت تھا۔ آپ نے چراغ کی طرف رجوع کر کے فرمایا کہ حکم الٰہی سے روشن ہو جا اسی وقت روشن ہو گیا۔ شیخ صاحب برداشت نہ کر سکے، اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے علی! ''ہم نے تجھے دعا بھی دی اور شکم بھی''۔ شیخ علی وہاں سے اٹھ کر گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرنے لگے۔ کھانا کھاتے اور دعائیں دیتے پھرتے تھے، لیکن پیٹ نہ بھرتا تھا۔ مدت بعد جب تنگ آ گئے تو ارادہ کر لیا کہ شیخ جلال الدین تبریزی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں، شاید وہ دعا کریں تو خلاصی ہو۔ روانہ ہوئے اور لکھنوتی میں جا کر حاضر خدمت ہوئے اور آداب بجالائے۔ شیخ صاحب ان سے بڑی بشاشت سے پیش آئے اور فرمایا: اچھے موقعے پر آئے۔ بعد ازاں کھانا حاضر ہوا آپ کے سامنے رکھا۔ آپ سارا کھا گئے اور پھر عرض کی کہ میرے حق میں آپ دعا فرمائیں شاید اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے مجھے بخش دے۔ فرمایا: جب تک مجھے اپنے بھائی بہاء الدین زکریا کی اجازت نہ ہوگی تب تک میں تمہارے حق میں دعا نہیں کر سکتا۔ علی کھوکھری کو یہ بات دشوار معلوم ہوئی کہ اتنے دور دراز فاصلے کون جائے۔ بعد ازاں شیخ جلال الدین نے ایک خط لکھا کہ شیخ علی کھوکھری آپ کا ٹھکرایا ہوا ہے اور وہ ہمارے پاس آ گیا ہے اگر اجازت ہو تو اس کے حق میں دعا کروں، اتنا لکھ کر مصلیٰ کے نیچے رکھا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ مکتوب کی پشت پر لکھا تھا ہم اجازت دیتے ہیں آپ دعا کریں تا کہ وہ آپ کی دعا سے بخشا جائے۔ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے شیخ علی کھوکھری کو پھر ویسا ہی کر دیا۔ (۱)

(۱)۔ افضل الفوائد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین بدایونی، ص: ۴۴۶، ۴۴۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ راہ معرفت میں کرامت حجاب ہوتی ہے۔ جیسا کہ شیخ علی کھوکھری کے کرامت کے اظہار سے ان پر حجاب پڑ گیا تھا۔

محفل سماع میں شرکت:

سلسلۂ سہروردیہ میں اگر چہ سماع کا عام رواج نہیں تھا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی کبھی کبھی مشائخ چشتیہ وسہروردیہ کے ساتھ محفل سماع میں شریک ہوتے اوراس سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ جب آپ سماع کی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو آپ پر ایک عجیب وغریب کیفیت طاری ہوتی تھی۔ چنانچہ صاحب سیر الاقطاب نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی محفل سماع میں آپ کی شرکت کو یوں بیان کیا: چناں کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی می فرماید کہ در محفل سماع خواجۂ ما شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی وشیخ محمد کرمانی وشیخ محمد صفاہانی ومخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتی ومولانا بہاء الدین بخاری ومولانا محمد بغدادی وخواجۂ اجل سنجری وشیخ سیف الدین باخرزی وشیخ احمد بن محمد اصفہانی وشیخ جلال الدین تبریزی وشیخ اوحدالدین کرمانی وشیخ احمد واحد وشیخ برہان الدین غزنوی وخواجہ سلیمان و عبدالرحمٰن قدس اللہ تعالی اسرارہم ودیگر مشائخ کبار بغداد واز اکناف اکثر حاضر می بودند۔(۱)

ترجمہ: حضرت خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی اوشی سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی محفل سماع میں شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ محمد کرمانی، شیخ محمد صفاہانی، مخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتی، مولانا بہاء الدین بخاری، مولانا محمد بغدادی، خواجہ اجل سنجری، شیخ سیف الدین باخرزی، شیخ احمد بن محمد اصفہانی، شیخ جلال الدین تبریزی، شیخ اوحدالدین کرمانی، شیخ احمد واحد، شیخ برہان الدین غزنوی، خواجہ سلیمان، عبدالرحمٰن اور بغداد اور اس کے اکناف واطراف کے دیگر مشائخ عظام بھی شریک ہوتے تھے۔

(۱) سیر الاقطاب (فارسی)، تصنیف: حضرت الہدایہ چشتی عثمانی، ص: ۱۰۳، مطبوعہ: مطبع نامی منشی نول کشور، سن اشاعت: ۱۹۱۳ء۔

باب پنجم

☆ سیر وسیاحت
☆ ملتان کی سرزمین پر تاتاری فتنے
☆ حضرت قطب الاقطاب سے ملاقات
☆ شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ

سیر وسیاحت:

شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے اہل روحانیت سے کسب فیض کے لئے ملک و بیرون ملک کے مختلف مقامات کی سیر فرمائی اور وہاں کے صاحب فیض بزرگوں سے خوب مستفیض ہوئے۔اس سلسلے میں پروفیسر سید یحییٰ ندوی تحریر کرتے ہیں: بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے ماموں نے آپ کو مٹھی بھر خاک دیتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ "سیروا فی الارض" کی نصیحت کی اور ایسے مقام پر بود و باش کی تاکید فرمائی جہاں کی مٹی اسی خاک کی ہم رنگ اور ہم خوشبو ہو۔ (۱)

آپ کی سیر وسیاحت کا مقصد مختلف سلاسل کے صوفیائے کرام سے ملاقات کرنا اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ جہاں بھی جاتے وہاں کے درویشوں سے ضرور ملاقات کرتے اور ان سے کسب فیض فرماتے۔آپ نے اپنی حیات طیبہ میں تبریز، بغداد، نیشاپور، خراسان، ملتان، غزنی، دہلی، بدایوں، اڑیسہ، بہار اور بنگال کی سیر فرمائی۔آپ کی سیر وسیاحت کا طویل عرصہ ہندوستان میں صرف ہوا اور وہاں کے علما وصوفیا سے گہرے تعلقات پیدا ہوئے۔ہندوستان میں قیام پذیر مشائخ کرام کے ساتھ وہاں کے سلاطین و امرا نے بھی آپ کا شایان شان استقبال کیا اور ادب و احترام وحسن عقیدت کا مظاہرہ کیا۔سیر وسیاحت کی وجہ سے آپ کو کافی شہرت بھی ملی اور مختلف مقامات کے بندگان خدا کو آپ سے رشد وہدایت حاصل کرنے کا بہترین موقع بھی ملا۔ آپ نے دوران سفر بہت سی جگہوں میں خانقاہیں قائم کیں اور اپنی نگاہ کیمیا اثر سے اہل عرفان پیدا کر کے انھیں ان خانقاہوں کا سجادہ بنایا اور وہاں کے شہر انہیں تربیت یافتہ درویشوں کے حوالے کر دیے جیسے علی مولیٰ کو نور اسلام سے منور کر کے انہیں شہر بدایوں کا قطب بنایا اور اس شہر کو انہیں کی قطبیت و ولایت کے حوالے کر دیے۔بالخصوص بنگال میں آپ نے خانقاہوں کا جال بچھا دیا اور سہروردی مبلغین کا ہجوم لگا دیا۔

ذیل میں آپ کی سیر وسیاحت کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے:

(۱) عہد اسلامی کا بنگال، تالیف: سید یحییٰ حسن ندوی، ص: ۱۹۹، ناشر: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۴، سال اشاعت: ۲۰۰۷ء۔

نیشا پور میں ورود مسعود:

جس زمانہ میں حضرت جلال الدین تبریزی بارگاہ شیخ الشیوخ میں فیوض وبرکات سے مستفیض ہورہے تھے اسی زمانہ میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بارگاہ شیخ الشیوخ میں حاضر ہوئے اوران کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے اورصرف سترہ روز میں وہ نعمتیں حاصل کیں جودوسرے یاران طریقت کوسالوں میں نصیب نہیں ہوئی۔اسی دوران ان دونوں شیوخ کے مابین کافی الفت ومحبت ہوگئی اوردونوں جگری دوست بن گئے۔صاحب تذکرۂ بہاء الدین زکریا ملتانی تحریر کرتے ہیں: حضرت سید جلال الدین تبریزی کے نام سے ایک بزرگ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے آستانے پر رہتے تھے،جب حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی بغداد سے تشریف لائے اورحضرت شہاب الدین سہروردی کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے توحضرت سید جلال الدین تبریزی آپ کی طرف بطورخاص متوجہ ہوگئے پھرچندملاقاتوں میں یہ دونوں درویش گہرے دوست بن گئے۔[1] جب حضرت شیخ الشیوخ نے اپنے مرید صادق شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کوخلافت وکرامت عطاکرکے ملتان کی طرف دعوت وتبلیغ کے لئے روانہ کیاتوسید جلال الدین بھی اپنے مرشدگرامی سے اجازت ودعالے کران کے ساتھ ملتان کے لئے روانہ ہوگئے اوربخاراکے راستے طویل مسافت طےکرتے ہوئے دونوں درویش نیشاپور پہنچے۔حضرت زکریاملتانی نے وہیں اقامت فرمائی اورعبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔شیخ جلال الدین وہاں کے مشائخ کرام وصوفیاے عظام سے ملاقات کرنے کے لیے اندرون شہرتشریف لے گئے۔جب شام کوشیخ تبریزی،حضرت زکریاملتانی کے پاس تشریف لائے توانہوں نے پوچھاکہ کن کن بزرگوں سے تمہاری ملاقات ہوئی اوران سے کیسی صحبت رہی؟ حضرت جلال الدین نے جواب دیاکہ یہاں کے بہت سے درویشوں سے ملاقات ہوئی لیکن ان میں شیخ فریدالدین عطارکوسب سے بہتر پایا۔انہوں نے مجھ سے دریافت کیاتم کہاں سے آرہے ہو؟میں نے جواب دیابغداد سے پھرانھوں نے مجھ سے دریافت کیاوہاں کےکسی مردخداکاپتہ بتلاؤ؟میں اس کاکوئی جواب نہ دے سکا۔شیخ بہاءالدین نے

(۱) تذکرۂ بہاءالدین زکریاملتانی،تصنیف:نوراحمدخان فریدی،ص:۵۴

فرمایا اے برادرِ عزیز! آپ نے پیرومرشد شیخ شہاب الدین کا کیوں نہیں پتہ دیا۔ شیخ تبریزی نے جواب دیا مجھ پر شیخ فریدالدین عطار کے استغراق کی عظمت اس قدر چھا گئی کہ شیخ شہاب الدین بالکل یاد نہ رہے۔ یہ بات شیخ بہاء الدین کو بہت ناگوار گزری اور یہیں سے دونوں بزرگ علیحدہ ہو گئے۔ (۱)

شیخ بہاء الدین نے ملتان کی راہ لی اور شیخ جلال الدین سیر وسیاحت کے لئے شہر خراسان کی طرف نکل پڑے۔ جیسا کہ شیخ جمالی تحریر کرتے ہیں: ''حضرت جلال الدین تبریزی کچھ عرصے تک خراسان کے فیض آثار شہر میں مقیم رہے۔ حضرت شیخ الاسلام (زکریا ملتانی) ملتان آئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔'' (۲)

بغداد میں دوبارہ آمد:

صاحب سیر العارفین اور قاسم فرشتہ کے بیان کے مطابق شیخ جلال الدین تبریزی خراسان سے دوبارہ بغداد میں شیخ الشیوخ کی بارگاہ پر فیض میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں شیخ الشیوخ کی بارگاہ عالی میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی بھی حاضر تھے اور ان کی روحانی صحبت سے مستفیض ہو رہے تھے۔ بارگاہ شیخ میں حضرت قطب الاقطاب کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور چند دنوں ہی میں ان سے گہرے تعلقات پیدا کر لیے۔ جب آپ نے حضرت قطب الاقطاب کو ان کے پیر و مرشد خواجہ معین الدین چشتی کے خراسان سے ہندوستان روانہ ہونے کی خبر دی تو وہ اپنے پیر کی ملازمت کے شوق میں نہایت بے قرار ہو گئے اور ہندوستان کی طرف نکل پڑے۔ شیخ جلال الدین بھی ان کی صحبت کو غنیمت جان کر ان کے ساتھ ہندوستان کے لیے روانہ ہو گیے۔ دونوں بزرگ مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے ہندوستان پر فتنۂ تاتاری کے زمانہ میں (۶۲۱ھ میں) ملتان پہنچے۔ (۳)

---

(۱) ملخصا مرآۃ الاسرار، اردو، ص:۲۳۷ و فوائد الفواد، حصہ پنجم، ص:۸۷۸۔

(۲)۔ سیر العارفین (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ایوب قادری، ص:۱۴۸، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: بار اول اپریل، ۱۹۷۶ء۔

(۳) تاریخ فرشتہ (اردو ترجمہ)، مترجم: عبدالحئی خواجہ، ص:۶۱۴، مطبوعہ: مطبع منشی نول کشور، لکھنو، سن اشاعت: ۱۹۳۳ء۔

ملتان کی سرزمین پر تاتاری فتنے:

مشہور زمانہ مغول ظالم چنگیز خاں نے جب ایران وافغانستان پر ظلم وستم اور جبر وتشدد کی بارش کرتے ہوئے سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کے تعاقب میں ہندوستان کا رخ کیا اور دریائے سندھ کے قریب پہنچ کر رک گیا مگر اس کا شیر دل سپہ سالار طرطائی دریائے سندھ عبور کرکے بھیرا تک پہنچ گیا اور تمام اہل شہر کو کشتیاں بنانے میں لگا دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں بہت سی کشتیاں تیار ہوگئیں۔مغول سپہ سالار نے ملتان پر شدید سنگ باری کیلئے ان تمام کشتیوں کو پتھروں سے بھر دیا اور دریائے جہلم عبور کرکے قلعۂ ملتان کے قریب آ پہنچا اور ملتان کی پُرسکون زمین پر ظلم وستم کی بارش کرنے لگا، قتل وغارت کا بازار گرم کرکے بے شمار بندگان خدا کو تہ تیغ کیا۔معصوموں کے خون سے ہولی کھیل کر ملتان کی زمین کو سرخ کر دیا۔ ملتان کا سبزہ زار قبرستان میں تبدیل ہوگیا۔قدم قدم پر بندگان خدا مصائب وآلام کے شکار ہونے لگے اور ملتان کا حاکم ناصر الدین قباچہ مغلوں کی یورش سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہوگیا۔فتنہ تاتار کے سبب بہت دنوں سے حضرت زکریا کو اپنے مرشد گرامی شیخ شہاب الدین سہروردی کی کوئی خبر نہیں ملی تھی، بنابریں وہ بہت پریشان اور غم زدہ تھے۔انہوں نے کئی لوگوں کی معرفت اپنے پیرومرشد کو خطوط بھیجے لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا اس لئے وہ نہایت بے چینی اور اضطراب کی حالت میں اپنے مرشد کی زیارت کیلئے بغداد کی طرف نکل پڑے۔ ابھی وہ کوئی ایک منزل ہی طے کئے تھے کہ راستے میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت سید جلال الدین تبریزی سے ملاقات ہوگئی۔ یہ دونوں بزرگ شیخ الشیوخ کی بارگاہ سے ملتان تشریف لا رہے تھے۔حضرت زکریا نے ان دونوں سے اپنے مرشد کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے شیخ الشیوخ کی صحت وسلامتی کی خبر دی۔اس مژدۂ جانفزا کو سن کر ان کی خوشی ومسرت کی انتہا نہ رہی۔دونوں بزرگوں نے حضرت زکریا سے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت زکریا نے جواب دیا مرشد گرامی کی زیارت کے لئے بغداد جا رہا ہوں۔

حضرت جلال الدین تبریزی نے فرمایا: پیرومرشد کا حکم ہے کہ آپ واپس ملتان

چلیں اور جب تک وہاں کا ماحول پرامن نہ ہو اس وقت تک آپ ملتان سے باہر قدم نہ رکھیں۔حضرت زکریا اپنے مرشد گرامی کا حکم سن کر ان شیوخ کے ساتھ ملتان واپس تشریف لائے۔جوں ہی یہ شیوخ شہر میں داخل ہوئے تو مغول سپہ سالار نے چاروں طرف سے ملتان کا محاصرہ کرلیا اور منجنیق کے ذریعے قلعہ پر پتھروں کی بارش کرنے لگا۔تاتاریوں کی سنگ باری اتنی تیز تھی کہ قلعہ کی دیواریں جگہ جگہ کمزور ہوگئیں۔حاکم ملتان کو یقین ہوگیا کہ بہت جلد قلعہ کی فصیل ٹوٹ جائے گی اور مغلوں کا لشکر جرار اہل ملتان کو روندڈالے گا۔ اہل ملتان تاتاریوں کے فتنے سے بہت خوفزدہ اور پریشان تھے۔اس سلسلے میں سلطان المشائخ فرماتے ہیں:ایک دفعہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی اور شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرھم العزیز ملتان میں تشریف رکھتے تھے۔اسی زمانہ میں کفار کا بڑا جرار وخوانخوار لشکر ملتان کی دیوار کے نیچے آپڑا اور ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ملتان کا حاکم ناصرالدین قباچہ لشکر کفار کے دفاع کے لئے ان بزرگان دین کی خدمت میں آیا اور صورت واقعہ عرض کی۔شیخ قطب الدین قدس سرہ نے ایک تیر قباچہ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا:اس تیر کو لشکر کفار کی جانب پھینک دینا۔قباچہ نے ایسا ہی کیا،صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ وہاں ایک کافر کا بھی پتہ ونشان نہیں ہے۔(۱)

مغلوں کی واپسی کے بعد حضرت سید جلال الدین تبریزی غزنی کی طرف چل پڑے اور قطب الاقطاب نے دہلی کی راہ لی۔(۲)

غزنی میں قیام:

آپ نے غزنی میں چندروز قیام فرمایا اور وہاں کے بزرگوں سے ملاقات کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوگئے۔جب آپ دہلی پہنچے تو اس وقت سلطان شمس الدین التمش کا عہد حکومت تھا۔

---

(۱)۔سیرالاولیاء(اردوترجمہ)مترجم:غلام احمد بریاں،ص:۱۰۸،ناشر:مشتاق احمد برائے مشتاق بک کارنرالکریم مارکیٹ اردو بازار،لاہور،سن اشاعت:ندارد۔
(۲)۔سیرالعارفین(اردوترجمہ)مترجم:محمد ایوب قادری،ص:۲۶،ناشر:اشفاق احمد ڈائرکٹر،مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور،سن اشاعت:باراول اپریل،۱۹۷۶ء۔

دہلی میں ورود مسعود:

ورود ہند سے پہلے ہی شیخ جلال الدین کے فضل و کمال اور ولایت و بزرگی کا شہرہ دار الخلافت دہلی میں ہو چکا تھا اور والی دہلی سلطان شمس الدین التمش اور دیگر مشائخ کرام اس سے باخبر ہو چکے تھے۔ چنانچہ جب آپ دہلی پہنچے تو آپ کے آمد کی خبر سن کر شمس الدین التمش اپنے امراء اور اراکین سلطنت کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے۔ آپ پر نظر پڑتے ہی سلطان اور ان کے وزراء اپنی اپنی سواری سے اتر کر آپ سے ملاقات کی اور پر تپاک انداز میں استقبال کرتے ہوئے آپ کو شاہی محل میں لائے۔

اس زمانے میں شیخ نجم الدین صغریٰ دہلی کے شیخ الاسلام کے عہدے[1] پر فائز تھے، وہ بھی سلطان کے ہمراہ شیخ تبریزی کے استقبال کے لئے گئے تھے۔ قاضی صاحب کو حضرت تبریزی کے تئیں بادشاہ کا یہ والہانہ استقبال اور حد درجہ اکرام نہیں بھایا۔ چنانچہ ان کے دل میں شیخ تبریزی کے خلاف حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اسی دوران سلطان نے شیخ الاسلام کو حکم دیا کہ شیخ تبریزی کو ایسی جگہ ٹھہرایا جائے جو میری قیام گاہ سے قریب ہوتا کہ میں ان سے وقتاً فوقتاً نیاز حاصل کرتا رہوں۔ آپ بتائیے کہ کون سی جگہ ان کے لیے مناسب ہوگی؟ شیخ الاسلام نے جواب دیا: بیت الجن[2]۔ سلطان نے فرمایا ایسے معزز و مکرم مہمان کو ہلاکت والے گھر (بیت الجن) میں ٹھہرانا مناسب نہیں ہے۔ شیخ الاسلام نے کہا بیت الجن میں ٹھہرانے کے دو فائدے ہیں (۱) اگر شیخ جلال الدین مرد کامل ہیں تو شیاطین انہیں کوئی ضرر نہیں پہونچائیں گے اور عرصۂ دراز سے جو گھر (بیت الجن) بند ہے اور شیاطین کا اس میں قبضہ ہے اسے وہ شیاطین سے خالی کرالیں گے۔ (۲) اور اگر مرد ناقص ہیں تو انہیں ضرر پہنچے گی۔

سلطان اور شیخ الاسلام کے درمیان یہ باتیں تنہائی اور آہستہ میں ہو ہی رہی تھیں کہ شیخ جلال الدین اپنے نور باطن سے اس معاملے کو سمجھ گئے اور قاضی نجم الدین سے فرمایا:

---

(۱)۔ شیخ الاسلام کا عہدہ اعزازی ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ بھاری تنخواہ اور جاگیر منسلک ہوتی تھی۔ نامور صوفیاے کرام کے لیے بھی یہ لقب استعمال ہوا ہے جیسے: قطب الدین بختیار کاکی اور بابا فرید الدین کو شیخ الاسلام کہا جاتا ہے۔

(۲)۔ بیت الجن: یہ ایک شاہی مکان تھا جو حرم سلطانی سے متصل تھا، اس کے بارے میں لوگوں میں مشہور تھا کہ اس میں آسیب ہے اور جن رہتے ہیں۔

مجھے بیت الجن کی کنجی دو تا کہ اس میں داخل ہونے سے پہلے کسی درویش سے صاف کرالوں۔ شیخ الاسلام نے خوشی بخوشی حضرت کو کنجی دے دی۔ شیخ تبریزی نے وہ کنجی اپنے خادم شیخ ترابی کے ہاتھ میں دی اور فرمایا جاؤ بیت الجن کا دروازہ کھولو اور اندر جا کر باآواز بلند جنوں سے کہو کہ وہ اس مکان کو خالی کر دیں کیوں کہ اس میں شیخ جلال الدین اقامت کریں گے اور قرآن شریف کا یہ نسخہ اس میں لٹکا دینا۔ شیخ ترابی نے بیت الجن میں داخل ہو کر جب شیخ تبریزی کا فرمان جنوں کو سنایا تو وہاں ایک شور برپا ہو گیا اور تمام جنوں نے فوراً اس گھر کو خالی کر دیا۔ اس کے بعد شیخ جلال الدین نے اس میں جا کر اقامت فرمائی اور اطمینان و قرار کے ساتھ رات گزاری۔ اس حیرت انگیز کرامت کو دیکھ کر بادشاہ کی عقیدت آپ کے تئیں اور بڑھ گئی اور شیخ الاسلام کے سینے میں حسد کی آگ اور تیز ہو گئی۔

حضرت قطب الاقطاب سے ملاقات:

دوسرے دن شیخ جلال الدین تبریزی حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے تنگ و تاریک گلیوں سے گزرتے ہوئے آپ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اس زمانے میں حضرت قطب الاقطاب کا قیام کیلو کھری کے نزدیک تھا۔ جب صفائے باطن سے شیخ جلال الدین کے آنے کی خبر حضرت قطب الاقطاب کو ہوئی تو آپ اپنے چند مریدوں کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے انہیں تنگ گلیوں میں نکل پڑے۔ راستے میں دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی اور حضرت قطب الاقطاب اپنے ہمراہ آپ کو اپنی خانقاہ معلیٰ میں لے آئے۔ اس روز قطب الاقطاب کی خانقاہ میں سماع کی محفل منعقد تھی، درویش کی ایک جماعت اس سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور انہیں اس شعر پر وجد طاری تھا۔

در میکدۂ وحدت ہشیار نمی گنجد ☆ در عالم بے رنگی اغیار نمی گنجد

ترجمہ: وحدت کے مے خانہ میں ہوشیار نہیں سما سکتے اور بے رنگی یعنی اطلاق کے

عالم میں غیر کی گنجائش نہیں یعنی فنافی الذات کی حالت میں غیر رہتا ہی نہیں ہے۔(۱)

حضرت تبریزی اگرچہ سماع نہیں سنتے تھے لیکن قطب الاقطاب جیسے شیخ کامل کی وجہ سے محفل سماع میں شریک ہوگئے اور انکی عرفانی محفل سے خوب مستفیض ہوئے، وہ جمعہ کی رات تھی۔ چنانچہ جمعہ کے دن دونوں شیوخ نے جمعہ کی نماز مسجد منارہ میں ادا کی اور اسکے بعد دونوں حضرات اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

سید مبارک کرمانی تحریر کرتے ہیں کہ اس کے علاوہ ایک بار بادشاہ اعزالدین کی مسجد میں جو حمام کے متصل واقع ہے یہ دونوں حضرات ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔(۲)

اس عہد میں دہلی میں بڑے شیخ حضرت قطب الاقطاب اور قاضی حمید الدین سہروردی ناگوری تھے اور شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی بھی کبھی دہلی تشریف لاتے تھے پھر ملتان چلے جاتے تھے۔ شیخ جلال الدین کے دہلی تشریف لانے کے بعد اس کی رونق میں چار چاند لگ گیا اور وہاں کے بندگان خدا کو بزرگان دین سے مزید مستفیض ہونے کا موقع ملا۔

مذکورہ شیوخ کے ساتھ شیخ جلال الدین کی روحانی و عرفانی صحبتیں رہیں اور انہوں نے حضرت قطب الاقطاب سے بے انتہا فیوض و برکات حاصل کیں، دہلی میں بھی اور خراسان سے ہندوستان تشریف لانے کے دوران بھی۔

یہ چاروں درویش اپنے عہد کے قطب تھے۔ انکے درمیان اسرار حقیقت و معانی طریقت سے لبریز گفتگو ہوا کرتی تھی اور سالکین معرفت و طریقت ان کی صحبت سے خوب سیراب ہوتے تھے۔

رفتہ رفتہ آپ کی عظمت و جلال کی شہرت عام ہونے لگی اور مخلوق خدا آپ کی گرویدہ ہوگئی یہاں تک کہ والی دہلی شمس الدین التمش آپ کا بڑا معتقد ہوگیا۔ آپ کی اس غیر معمولی

---

(۱)۔ مرآۃ الاسرار (اردو ترجمہ) مترجم: مولانا الحاج کپتان واحد بخش، ص:۲۴۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶، سن اشاعت: ۲۰۰۵ء۔

(۲)۔ سیر الاولیاء (اردو ترجمہ) مترجم: غلام احمد بریاں، ص:۱۱۰، ناشر: مشتاق احمد، برائے مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، سن اشاعت: ندارد۔

شہرت اور عظمت و جلال کی خبریں برابر شیخ الاسلام کو پہنچ رہی تھیں اور انہیں شیخ الاسلام کا عہدہ ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر ستا رہا تھا اس لیے ان کے خلاف کوئی بڑی سازش رچنے لگے اور اس تاک میں لگے رہے۔

شیخ الاسلام کی ندامت:

شیخ جلال الدین بڑے عبادت گزار اور تقویٰ شعار انسان تھے، ہمیشہ شغل باطن میں مشغول رہتے تھے، ان کا معمول تھا کہ وہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز اول وقت میں ادا کرتے اور چاشت تک آرام فرماتے۔

بہار کا موسم تھا، ایک دن آپ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مکان کے صحن میں پلنگ پر آرام فرما رہے تھے۔ آپ کا زرخرید حسین و جمیل ترک غلام آپ کا پیر دبا رہا تھا۔ اس دن شاہی محل کے بالا خانہ پر سلطان نے شیخ الاسلام کی اقتداء میں نماز فجر پڑھی اور دونوں بالا خانہ پر ٹہلنے لگے۔

جب شیخ الاسلام کی نظر شیخ جلال الدین پر پڑی تو اس نے بادشاہ کو آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا اور کہا بادشاہ سلامت! آپ ایسے درویش سے عقیدت رکھتے ہیں جو نماز فجر نہیں پڑھتا ہے اور ایک حسین غلام سے پاؤں دبوا رہا ہے، اگر عام مسلمان اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھیں گے تو صوفیا کے متعلق ان کے عقائد کا کیا حال ہوگا؟ اور مخالفین آپ پر بھی انگشت نمائی کریں گے کہ شہنشاہ وقت نے بے نمازی پیر کو شاہی محل میں پناہ دے رکھا ہے، بادشاہ سلامت بہتر یہ ہے کہ جلد از جلد اس فتنہ سے دہلی کی زمین کو پاک کر دیں تا کہ صوفیائے کرام کے متعلق عوام کے افکار و نظریات میں کوئی فساد پیدا نہ ہو اور آپ کے معاندین کو انگشت نمائی کرنے کا موقع نہ ملے۔

نور عرفان سے شیخ جلال الدین پر شیخ الاسلام کی تمام باتیں منکشف ہو گئیں فوراً انہوں نے چہرے سے لحاف ہٹایا اور با آواز بلند کہا اے نجم الدین! اگر تم اس سے پہلے دیکھتے تو اس غلام کو میرے بغل میں پاتے، یہ کہہ کر رضائی چہرے پر ڈالی اور شغل باطن میں مشغول ہو گئے۔

سلطان آپ کا کشف دیکھ کر حیران رہ گیا اور آپ کے متعلق اس کی عقیدت اور بڑھ گئی۔ سلطان نے شیخ الاسلام سے فرمایا تم نے میری اور اپنی فضیحت کرائی، وہ اس طرح کہ تم کو لوگ کہیں گے کیسا شیخ الاسلام ہے جس کو اس قدر بھی صفائی باطن نہیں ہے کہ وہ حقیقت حال کو جان سکے اور مجھ کو کہیں گے کہ بادشاہ کو اتنی بھی فہم وفراست نہیں ہے کہ وہ کسی باصفا اور بااخلاق شخص کو درویشوں اور مومنین کا شیخ الاسلام بناتا۔(۱)

سلطان کے اس بیان سے شیخ الاسلام کو کافی شرمندگی محسوس ہوئی لیکن اسکے باوجود وہ دربار شاہی اور سلطان کی نظر میں شیخ جلال الدین کی قدر ومنزلت گھٹانے سے باز نہیں آیا اور پوری طرح ان پر بہتان تراشی کے درپے ہو گیا اس لیے کہ اس کے دل ودماغ میں یہ خباثت رچ بس گئی تھی کہ کسی طرح بادشاہ کی نظر میں شیخ تبریزی کی عظمت ورفعت گھٹا دیں تاکہ انہیں شیخ الاسلام بننے کا موقع نہ ملے اور ہم تاحیات شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز رہیں۔

شیخ الاسلام کی ان کے متعلق یہ خام خیالی تھی، درحقیقت انہیں شیخ جلال الدین کی نہ تو دنیا واسباب دنیا سے بے رغبتی کا علم تھا اور نہ ہی ان کے مقام معرفت کا پتہ تھا؛ کیوں کہ یہ وہی شیخ جلال الدین ہیں، جنہوں نے تبریز کی سلطنت کو ٹھکرا کر اور شاہی عیش ونشاط کو ترک کر کے درویشی اختیار کی تھی اور بے انتہا عبادت وریاضت کے ذریعے اپنے نفس کو دنیا واسباب دنیا سے بے نیاز کر لیا تھا اور شیخ الشیوخ کی صحبت کیمیا اثر میں سات سال گزار کر روحانی وعرفانی مقام حاصل کیا تھا۔ ایسا بے نفس شخص کب شیخ الاسلام کا عہدہ حاصل کرنے کی خواہش کر سکتا ہے۔

شیخ الاسلام قاضی نجم الدین نے اب دوسری سازش رچی۔ دہلی میں ایک نہایت حسین وجمیل گوہر نامی مطربہ رہتی تھی جو اپنے دلکش رقص وپرکشش آواز سے گانا گا کر اکثر امرا کو مدہوش کر دیا کرتی تھی۔ وہ مطربہ ان امراء کے پاس کثرت سے آیا جایا کرتی تھی اور گاہے بگاہے بطور عقیدت شیخ الاسلام نجم الدین کے پاس بھی اس کی آمد ورفت ہوتی تھی۔ ایک دن شیخ الاسلام نے تنہائی میں اس فاحشہ مطربہ سے کہا: اگر تم شیخ جلال الدین پر فعل بد

(۱)۔ مصدر سابق، ص: ۲۴۳، ۲۴۴

کی تہمت لگادوگی تو میں تم کو پانچ سو دینار دونگا، ڈھائی سو دینار ابھی لے لواور باقی ڈھائی سو دینار اشرف بقال کے پاس بطور امانت رکھ دیتا ہوں۔ جب تم دربار سلطانی میں ان پر زنا کی تہمت لگادوگی تو وہ تم کو باقی دینار بھی دے دیگا اور یہ راز کسی سے ظاہر مت کرنا۔

وہ فاحشہ عورت تھوڑی دیر اس پر غور وفکر کرتی رہی پھر کثیر رقم کے لالچ میں شیخ جلال الدین تبریزی پر آبروریزی کی تہمت لگانے کے لئے تیار ہوگئی۔ایک دن وہ روتے ہوئے دربار سلطانی میں حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ شیخ تبریزی کے فعل بد کی شکایت کی۔ بادشاہ نے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا،لیکن شیخ الاسلام نے اپنے دنیادار حمایتیوں کے ساتھ اس بہتان کو خوب ہوا دی اور بادشاہ اسلام کو سزائے زنا کے لیے ابھارا۔ چنانچہ بادشاہ نے شیخ الاسلام کو ایک محضر بنانے کا حکم دیا اور مقدمہ کے فیصلہ کے لیے جمعہ کا دن مقرر کیا۔ بادشاہ نے موجودہ ہندو پاک کے بڑے بڑے علما وصوفیا کو دربار میں حاضر ہونے کا فرمان جاری کیا۔فرمان شاہی کے مطابق دوسو سے زائد اولیاءاللہ اور علما وفضلا دہلی میں جمع ہوئے۔سید جلال الدین تبریزی کی خواہش کے مطابق شیخ المشائخ حضرت بہاؤالدین زکریا کو بھی فیصلے کی مجلس میں شرکت کے لئے دعوت دی گئی۔

علما ومشائخ کا فیصلہ:

نماز جمعہ کے بعد مذکورہ مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے منارہ مسجد کے صحن میں تمام علماء ومشائخ جمع ہوئے خود سلطان شمس الدین بھی اس محضر میں موجود تھا، قطب الاقطاب بختیار کاکی اور شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی انکے دائیں جانب تشریف فرما تھے۔

بادشاہ نے شیخ الاسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے نجم الدین! آپ جس کو چاہیں حکم مقرر کریں۔شیخ الاسلام نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شیخ المشائخ حضرت بہاءالدین کو حکم مقرر کیا۔آپ کو فیصل منتخب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت جلال الدین اور شیخ بہاءالدین کے درمیان نیشاپور میں ایک بات پر شکر رنجی ہوگئی تھی جس کا علم قاضی نجم الدین کو تھا۔

شیخ الاسلام نے اس فاحشہ مطربہ کو مجلس عدالت میں پیش کیا اتنے میں شیخ تبریزی

بھی مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے اور جوتے اتار کر برہنہ پاؤں صحن مسجد میں داخل ہونے لگے۔ ان کو دیکھتے ہی تمام علماء ومشائخ ان کے استقبال کے لئے اپنی نشست گاہوں سے کھڑے ہوگئے۔ حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں: شیخ بہاءالدین زکریا آگے بڑھے اور شیخ جلال الدین کی نعلین مبارک کو پہچان کر زمین سے اٹھالیا اور چوم کر سر آنکھوں پر رکھ لیا اور پھر آستین مبارک میں رکھ کر آئے اور سلام کہا۔ (۱)

سلطان شمس الدین، شیخ جلال الدین کے لئے وہاں پر موجود تمام علماء ومشائخ کا یہ ادب واحترام دیکھ کر اور شیخ المشائخ حضرت بہاء الدین جیسے جلیل القدر منصف کی جانب سے آپ کی تعظیم وتکریم کا مشاہدہ کر کے سمجھ گیا کہ شیخ جلال الدین اس فاحشہ کے بہتان سے کلی طور پر بری ہیں؛ اس لیے سلطان نے حکم دیا کہ محضر برخاست کردیا جائے کہ اب مذکورہ بہتان کے متعلق کسی قسم کی گفتگو کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ حضرت زکریا نے شیخ جلال الدین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''واجب ہے کہ میں انکی جوتیوں کی خاک کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگاؤں؛ اس وجہ سے کہ وہ سات سال تک سفر وحضر میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین کے ساتھ رہے ہیں، (مجھ پر) انکی تعظیم واجب ہے''(۲)

شیخ الشیوخ نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرمایا: بادشاہ سلامت! اگر محضر برخاست کردیا گیا تو شیخ نجم الدین یہ سمجھیں گے کہ حضرت زکریا نے تعظیم کی آڑ میں اپنے پیر بھائی شیخ تبریزی کے عیب کو چھپالیا اور مقدمہ کی صحیح کاروائی نہیں کی لہذا ضرور مقدمہ کی کاروائی کو پائے تکمیل تک پہنچایا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔ بہر حال حضرت بہاؤالدین زکریا نے مقدمہ کی کاروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے اس فاحشہ مطربہ کو مجمع عام میں بلوایا، جب وہ آپکے سامنے حاضر ہوئی تو آپ نے غضب ناک انداز میں فرمایا: اے مطربہ! تجھے ایک صاف وشفاف مرد درویش پر فعل بد کی تہمت لگانے کی جرأت کیسے ہوئی؟ اور یہ بھی فرمایا یہاں اللہ کے بہت سارے برگزیدہ بندے ہیں جن پر کوئی امر

---

(۱)۔ فوائد السالکین (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ، ص: ۱۳۹، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد

(۲)۔ سیر العارفین (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ایوب قادری، ص: ۲۴۶، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: بار اول اپریل، ۱۹۷۶ء

مخفی نہیں لہٰذا تو سچ سچ بتا کہ حقیقت حال کیا ہے؟ ورنہ اپنے عمل کی ایسی سزا پائے گی کہ تجھے دیکھ کر لوگ عبرت پائیں گے۔ مطربہ نے با آواز بلند کہا کہ اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے یہ سب سراسر جھوٹ ہے اور شیخ لاالسلام کا شیخ جلال الدین پر بہتان عظیم ہے، وہ مرد درویش تو آب حیات سے بھی زیادہ پاک ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ شیخ الاسلام نے مجھے پانچ سو دینار کا لالچ دے کر شیخ تبریزی پر بہتان لگانے کے لیے آمادہ کیا، ڈھائی سو دینار تو اس نے اسی وقت ادا کر دیا اور بقیہ ڈھائی سو دینار اپنے راز دار اشرف بقّال کے پاس بطور امانت رکھ دیا اور کہا کہ بہتان کو انجام تک پہنچانے کے بعد وہ تجھے دے دیگا۔ اس کے بعد اشرف بقّال کو بھی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس نے برسر عام مطربہ کے بیان کی تصدیق کی اور شیخ الاسلام کا رکھا ہوا ڈھائی سو دینار زمین پر رکھ دیا۔ جب شیخ الاسلام نے برسر عام اپنی بہتان تراشی کو روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ حواس باختہ ہوگیا اور غش کھا کر مسجد کے صحن میں گر پڑا۔ بادشاہ نے اسی وقت اس کو شیخ الاسلام کے عہدہ سے برخاست کر دیا اور اپنے پیرومرشد شیخ قطب الدین بختیار کاکی کی بارگاہ میں اس منصب کو قبول کرنے کی درخواست کی مگر حضرت قطب الاقطاب نے اس عہدے کو قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے جامع مسجد میں تشریف فرما علما و مشائخ کو اس عہدہ کے لئے مناسب فرد تجویز کرنے کے لئے استخارہ کا حکم دیا، سبھوں نے استخارہ کر کے بتایا کہ شیخ بہاء الدین کا نام برآمد ہوا ہے۔ چنانچہ بعد نماز فجر تمام علماء و مشائخ اور سلطان شمس الدین نے شیخ المشائخ حضرت بہاء الدین کو دہلی کا شیخ الاسلام مقرر کر دیا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام بہاء الدین ملتان کی طرف روانہ ہوگئے اور شیخ جلال الدین تبریزی دہلی چھوڑ کر شہر بدایوں کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں: روانگی کے وقت شیخ جلال الدین نے فرمایا ''جب میں اس شہر میں آیا تھا تو خالص سونے کی طرح تھا، اب یہاں سے چاندی ہو کر چلا ہوں''۔ (١)

(١)۔ فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصۂ سوم، ص: ١٣١ـ٧، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ٥١٠ مٹیا محل، دہلی ٦، سن اشاعت: ندارد

بدایوں میں تشریف آوری:

جب سید جلا ل الدین شہر بدایوں پہنچے تو وہ سیدھے سلطان العارفین خواجہ حسن موئے تاب کی خانقاہ عالیہ میں تشریف لے گئے۔انہوں نے آپ کا خیر مقدم کیا اور بہترین ضیافت کی۔

بدایوں میں آپ کی تشریف آوری سے یہاں کے مشائخ عظام کی روحانی وعرفانی مجلسوں کی رونق بڑھ گئی اور بندگان خدا کو آپ کی ذات گرامی سے خوب فیوض و برکات حاصل کرنے کا موقع ملا۔حضرت خواجہ حسن اور دیگر صوفیاے کرام کے ساتھ آپ کے گہرے تعلقات پیدا ہوگئے اوران کے درمیان خوش گوار صحبتیں رہیں۔

قاضی کمال الدین جعفری جوشہر بدایوں کا حاکم تھا،آپ کی ولایت وکرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہوگیا اوراپنے صاحبزادے برہان الدین کوآپ کے حلقۂ ارادت میں داخل کردیا اورآپ نے برہان الدین کو کلاہ عطا کیا۔آپ نے ابھی کچھ عرصہ ہی قیام فرمایا تھا کہ آپ کی عبادت وریاضت اور شغل باطن کی ہرسوشہرت ہوگئی اور طالبان معرفت وطریقت جوق درجوق آپ سے سیراب ہونے لگے۔محل الف خان سے متصل آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔اس کی تعمیر کے دوران جب سمت قبلہ کا مسئلہ درپیش ہواتو آپ نے معماروں کو ماتھے کی نظروں سے خانہ کعبہ کی زیارت کرائی تا کہ وہ کعبہ دیکھ کرسمت قبلہ درست رکھیں۔(۱)

ہندوڈاکوکا قبول اسلام:

ایک روزآپ اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ادھر سے ایک ہندوڈاکو کا گزر ہوا۔وہ آپ کا چہرۂ انور دیکھ کرمشرف بہ اسلام ہوگیا۔آپ نے اس کا نام علی رکھا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں:''جب وہ مسلمان ہو گیا تو گھر سے ایک لاکھ چیتل (سکہ) شیخ صاحب کی خدمت میں لایا۔شیخ صاحب نے قبول فرمایا اور کہا کہ اسے اپنے پاس رکھو جہاں میں کہوں گا صرف کرنا۔پھراس کے بعد آپ نے وہ رقم تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ کسی کو پانچ درہم سے کم مت دینا۔الغرض اس (علی) نے درہم تقسیم کرنا

(۱)۔تذکرۃ الواصلین،تصنیف:خان بہادر رضی الدین فرشوری،مطبوعہ نظامی پریس،بدایوں،سال اشاعت:ندارد۔ روضۃ الصفا،تصنیف:مولانا خاوندشاہ ردی،مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنو،سال اشاعت:بارسوم مئی ۱۸۱۹ء

شروع کیا اور وہ کسی کو سو درم، کسی کو اس سے کم اور کسی کو اس سے زیادہ دینے لگا جس کو کم ملتے اسے بھی پانچ ملتے، اس سے کم کسی کو نہ ملتے۔ تھوڑی ہی مدت میں سارا درہم ختم ہو گیا صرف ایک درہم باقی رہ گیا۔ علی کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال گزرا کہ اب صرف ایک درہم باقی رہ گیا ہے اور کم از کم پانچ درم دیے جاتے ہیں اب اگر کسی کو دینے کے لئے فرمائیں گے تو کیا کروں گا، اسی سوچ میں تھا کہ ایک سائل آیا شیخ صاحب نے فرمایا اسے ایک درم دے دو۔"(۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ شیخ تبریزی کا قلب وجگر نور عرفان سے منور تھا، چہرے پر ولایت کی روشنی ہویدا تھی اور کشف باطن میں بے نظیر تھے۔

شیخ الاسلام کی نماز جنازہ:

حضرت شیخ تبریزی علیہ الرحمہ نے بدایوں میں قیام کے دوران ایک روز اپنے کشف کے ذریعہ وہاں کے درویشوں کو شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغریٰ کے انتقال کی خبر دی اوران کے ساتھ شیخ الاسلام کے حق میں دعاے مغفرت بھی فرمائی۔

حضرت محبوب الٰہی نے اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے:

"جب شیخ جلال الدین نوراللہ مرقدہ بدایوں پہنچے تو ایک روز دریائے بونسہ کے کنارے بیٹھے تھے، اٹھ کر تازہ وضو کیا اور حاضرین کو کہا کہ آؤ تا کہ شیخ الاسلام دہلی کی نماز جنازہ ادا کریں کیوں کہ ابھی ابھی ان کا انتقال ہوا ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا جیسا شیخ جلال الدین نے فرمایا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر حاضرین کو فرمایا کہ اگر شیخ الاسلام نے ہمیں دہلی سے نکالا ہے تو ہمارے شیخ نے اسے دنیا سے نکال دیا ہے"۔(۲)

(۱)۔فوائدالفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصہ چہارم، ص:۵۲۷، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیامحل، دہلی ٦، سن اشاعت: ندارد
(۲) مصدر سابق، ص:٦٤٧

باب ششم

☆ کفرستان بنگالہ میں ورود
☆ راجا لکھن سین کی عقیدت
☆ شیخ الشیوخ کی پنڈوہ آمد
☆ پنڈوہ کی روحانی عظمت
☆ اہل ہنود کا جوق در جوق اسلام میں دخول

سفر بنگال:

شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ بدایوں میں ایک عرصہ تک مقیم رہے اور آپ کی ذات گرامی سے اہل بدایوں خوب مستفیض ہوئے۔ جب آپ بنگال کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کا ایک مرید صادق وخلیفہ اکبر شیخ علی مولیٰ بھی منع کرنے کے باوجود آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اور تقریبا چھ میل تک چلا۔ پھر شیخ نے فرمایا اے علی! واپس ہو جاؤ۔ اس نے عرض کی: میں کس کے پاس جاؤں؟ آپ کے سوا میرا کون ہے! پھر آپ نے فرمایا: اے علی! واپس چلے جاؤ۔ اس نے عرض کیا آپ میرے مخدوم اور پیر ہیں ایک لمحہ کے لئے بھی میں آپ کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا واپس چلے جاؤ، میں نے یہ شہر تیری حمایت وقطبیت کے حوالے کیا، یہیں سے تم جب میرا دیدار کرنا چاہو گے تو کرلو گے ، میرے اور تیرے درمیان بعد مکانی حائل نہیں ہوگا؛ کیونکہ قرب روحانی کے لئے بعد مکانی مانع نہیں۔ چنانچہ شیخ علی غمزدہ واپس آ گئے اور شیخ کی زبان سے نکلی ہوئی بات ان کے حق میں حرف بحرف صادق ہوئی بایں طور کہ شیخ علی جس وقت اپنے مخدوم کا دیدار کرنا چاہتے تو سر اٹھا کر ان کا دیدار کر لیتے اور بدایوں میں بہت سے بزرگ شیوخ موجود ہونے کے باوجود لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور بڑے بڑے مشائخ ان کا قدم چومتے تھے۔ اس کے بعد شیخ جلال الدین اودھ، بہار اور اڑیسہ کی سیر کرتے ہوئے بنگال تشریف لائے۔

کفرستان بنگالہ میں ورود:

حضرت جلال الدین تبریزی کا ورود پنڈوہ میں غالبا ۱۱۹۷ء میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔ جب کہ ڈاکٹر انعام الحق کی رائے ہے کہ ۱۱۹۵ء اور ۱۲۰۰ء کے درمیان مسلمانوں کی فتح بنگال سے پہلے راجا لکشمن [۱] کے عہد حکومت میں آپ کی تشریف آوری ہوئی۔ اس زمانے میں پنڈوہ کفر وشرک اور بت پرستی کا گہوارہ تھا۔ یہاں پر تالاب کے کنارے ایک بہت بڑا مندر تھا، جس میں سینکڑوں بت رکھے ہوئے تھے، بہت سارے پجاری ان معبودان باطلہ کی پرستش میں مصروف تھے۔ شب وروز ناقوس کی منحوس صدائیں

(۱)۔ رائے لکشمن سین جو لکھن سین کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے ستائیس سال تک بڑی شان وشوکت کے ساتھ بنگال پر حکومت کی۔

ہر چہار جانب بلند ہوتی تھیں، کفر وضلالت کے گھن گرج بادل برس رہے تھے، پورا پنڈوہ اسی کے ناپاک پانی سے سیراب ہو رہا تھا۔ اس مندر کے سبب بنگال بھر میں پنڈوہ کو شہرت عام حاصل تھی۔ دور دور سے اہل ہنود اس بت خانہ کی زیارت کے لیے آتے تھے، اہل کفر وشرک کا بڑا اجتماع ہوتا تھا اور پنڈوہ زیارت گاہ اہل ہنود و مرکز کفر وشرک بنا ہوا تھا۔

سید بذل الرحمٰن نے شیخ جلال الدین تبریزی کی راجا لکھن سین کے ساتھ ملاقات اور پنڈوہ کی تاریخی حیثیت پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

> ''مشہور مؤرخین کے بیان کے مطابق شیخ جلال الدین تبریزی کی راجا لکھن سین کے ساتھ ملاقات سن ۱۱۹۷ء میں یا اس سے کچھ قبل یا کچھ بعد ہوئی۔ اس زمانے میں پنڈوہ ہندو دھرم کا بڑا مرکز تھا، یہاں پر بے شمار بت تھے اور ان گنت دیوی و دیوتاؤں کی پوجا ہو رہی تھی اور ہر طرف گھنٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی''۔ (۱)

شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے تن تنہا اس کفرستان میں مخلوق خدا کی دعوت وتبلیغ کے لیے قدم رکھا اور ایک درخت کے نیچے اپنا مسکن بنایا۔ کچھ دنوں کے بعد جب پجاریوں نے آپ کو درخت کے نیچے آرام کرتے ہوئے دیکھا تو حیران وششدر رہ گئے اور آپ کی حرکات وسکنات پر گہری نظر رکھنے لگے۔ شیخ کو جب بھوک لگتی تو درخت کے پتے کھا لیتے، کپڑے میلے ہوتے تو از خود تالاب میں دھو لیتے۔ جب آپ کپڑے دھونے کے لیے ہندوؤں کے تالاب میں جاتے تو وہ بہت شور وغل مچاتے اور آپ کا مزاق اڑاتے لیکن آپ کچھ پرواہ کیے بغیر اپنے کاموں میں لگے رہتے۔

---

(۱)۔ گوڑ پنڈوا رتین پیرا تیہاس، بنگلہ کا اردو ترجمہ، تصنیف: سید بذل الرحمٰن کرمانی، ص: ۱۸، ناشر: خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱ء۔

پانی پر چلنا:

صاحب شیخ شبھو دیا[1] تحریر کرتے ہیں: راجا لکھن سین گنگا کا درشن کرنے کے لیے گنگا کے کنارے گیا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جانب مغرب سے ایک لمبا قد آدمی پانی پر چلتے ہوئے آرہا ہے۔ پانی پر چلتے ہوئے آدمی کو دیکھ کر راجا کو بڑا تعجب ہوا۔ راجا نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر راجا نے اسے پانی کا دیوتا سمجھا اور گنگا کو پرنام کر کے گنگا ماں گنگا ماں کی صدائیں بلند کرنے لگا۔ پانی پر چلنے والا شخص مضبوط جسم، لمبا قد اور کشادہ پیشانی والا تھا، جس کے بدن پر کالا جبہ، پیروں میں اونچے کھڑاون اور ہاتھ میں عصا تھا۔ راجا کو دیکھ کر بہت جلد اس کے قریب پہنچ گیا اور اس سے سوال کیا: تم کون ہو اور کس کے بیٹے ہو؟ لیکن راجا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شیخ نے فرمایا: اے راجا! میں نے صاف صاف سوال کیا ہے، اس کے باوجود تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ راجا نے شیخ کی باتیں سن کر کہا کہ آپ کسی قسم کا خطرہ اور تکلیف سے دوچار ہوئے بغیر سطح پانی پر چل کر آگئے۔ آپ کا یہ فعل میرے نزدیک نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے، یہ کسی عبادت (تپسیا) کا اثر معلوم ہوتا ہے لہذا آپ جیسے بزرگ شخص کا مجھ سے یہ سوال کرنا کہ تم کون اور کس کے بیٹے ہو؟ مجھے تعجب میں ڈالتا ہے جو شخص پانی پر چل سکتا ہے وہ کیوں کر یہ نہیں جانتا کہ میں کون اور کس کا بیٹا ہوں۔ اس چیز نے مجھ کو فکر میں ڈال دیا، مجھے یقین ہے کہ آپ میرے تعلق سے سب کچھ جانتے ہیں۔ میں آپ کی باتوں کا احترام کرتا ہوں کیوں کہ آپ کے کلام میں وہ تاثیر ہے کہ آپ کا کلام گھوڑا اور دوسرے جانور بھی سمجھ لیتے ہیں۔ آپ کا علم اس قدر بلند ہے کہ اگر کلام میں کوئی لفظ مخفی ہوتا ہے تو بھی آپ

(۱)۔ شیخ شبھو دیا: یہ کتاب شیخ جلال الدین تبریزی کے کرامات اور ان کی تبلیغی خدمات پر مشتمل ہے۔ اس کا مقدمہ نگار ڈاکٹر موتی لال داس لکھتے ہیں: پنڈوہ شریف بڑی درگاہ کے صندوق میں دو نایاب مخطوطے غیر محفوظ پڑے ہوئے تھے اور وہ پڑھنے کے قابل نہ تھے۔ وہ مخطوطے سنسکرت زبان میں تھے۔ ۱۸۹۲ء میں مالدہ ضلع کا مجسٹریٹ بٹ بیل صاحب نے بڑی درگاہ کے داروغہ سید واحد علی سے ان دونوں مخطوطے کو لے لیا اور پنڈت رجنی کانت چکرورتی اور ہری داس پالیت سے اس کی نقل کرائی۔ ہری داس پالیت کے پاس اس کی ایک نقل موجود تھی، اسی سے ۱۹۲۷ء میں شیخ شبھو دیا منظر عام پر آئی۔ پنڈت رام چندر کب نے اس کا بنگلہ میں ترجمہ کیا۔

اس سے معنی اخذ کر لیتے ہیں، جو دوسرے کا اشارہ سمجھ لے درحقیقت صاحب علم وہی ہے۔(۱)

آپ کے حکم سے بگلا نے مچھلی چھوڑ دی:

بہت دیر تک راجا اور شیخ کے درمیان بحث وتکرار ہوتی رہی، راجا اپنے کو دنیا کا حاکم بتا رہا تھا اور شیخ اسے تسلیم نہیں کر رہے تھے۔ اسی درمیان ایک بگلا ندی کنارے مچھلی پکڑ کر کھانے والا ہی تھا کہ شیخ کی اس پر نظر پڑ گئی۔ شیخ نے کہا کہ اے راجا! تمھارا دعوی یہ ہے کہ میں دنیا کا حکمراں ہوں، اگر تمھارا یہ قول درست ہے تو تم بگلا پر اپنی حکومت ثابت کرو اور اس سے کہو کہ وہ مچھلی چھوڑ دے۔ راجا نے کہا کہ وہ ناسمجھ پرندہ ہے، میرے کہنے پر کیسے مچھلی چھوڑ دے گا۔ اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ اس سے مچھلی چھڑا دیجیے۔ شیخ نے بگلا کی طرف ایک نظر اٹھائی، نظر پڑتے ہی بگلا مچھلی چھوڑ کر اڑ گیا۔

یہ دیکھ کر راجا خوف زدہ ہو گیا اور اپنی دیوی ودرگا ماتا کو یاد کر کے فریاد کرنے لگا، اے پرمیشوری! میری حفاظت کرو، یہ شیخ سیاہ شکل میں میرے پاس آیا ہے، آج میں نہیں بچوں گا، مجھے بہت زیادہ خوف محسوس ہو رہا ہے۔ اس کے بعد راجا نے نرم لب ولہجہ میں شیخ سے کہا آپ کو اپنی طاقت آزمانے کی باتیں میں نے ناسمجھی میں کہہ دی۔ مجھے معاف کر دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں۔ راجا بار بار اس جملے کو دہرا رہا تھا۔ اس کے بعد شیخ نے اس سے فرمایا اے راجا! تمھاری باتوں سے مجھے نہ تو غصہ آتا ہے اور نہ خوشی ہوتی ہے۔ تمہاری مرضی جو چاہو کرو، جہاں چاہو جاؤ۔(۲)

---

(۱)۔ گوڑ پنڈ وار تین پیرا تیہاس، بنگلہ سے اردو ترجمہ، تصنیف: سید بذل الرحمٰن کرمانی، ص: ۲۲، ۲۳۔ ناشر: خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱ء۔ وشیخ شبھو دیا (بنگلہ)، مترجم: پنڈت رام چندر کب، ص: ۱، ۲، ناشر: بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ مالدہ، سن اشاعت ۱۳۸۶ھ۔

(۲) مصدر سابق، ص: ۳۔۴۔۵

راجا کی عقیدت:

سید شاہ بذل الرحمٰن رقم طراز ہیں:

''شیخ جلال الدین تبریزی کی کرامت دیکھ کر راجا آپ کا بڑا معتقد ہو گیا اور آپ کو اپنے ساتھ شاہی محل لے جانا چاہا، لیکن آپ ایک جگہ پر بیٹھ گئے اور اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ راجا مجبور ہو کر ایک وزیر کو آپ کی خدمت میں رکھ کر اپنے محل چلا گیا''۔(۱)

اعجاز الحق قدوسی تحریر کرتے ہیں:

''راجا خود اور اس کا درباری پنڈت ہلایودھ مشرا حضرت مخدوم جلال الدین تبریزی کی کرامات دیکھ کر حیران ہوئے اور آپ کی بڑی تعظیم وتوقیر کی۔''(۲)

زہر آلود کھانا:

شیخ شبھو دیا میں ہے:

''شیخ کی خدمت پر مامور وزیر نے دل ہی دل میں سوچا کہ اب اس کو مار ڈالنے سے مجھے کون روک سکتا ہے، یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ جس کے دائیں ہاتھ میں کٹورا اور بائیں ہاتھ میں عصا ہے، کیا یہ یہاں سب کو مسلمان بنانے آیا ہے، یا کسی بزرگ ہستی کی صورت میں اپنا درشن کرانے آیا ہے۔ میں دیوی اور دیوتا کو یاد کر کے آج ہی زہر ملا ہوا کھانا اس کو کھلا کر اس دنیا سے رخصت کر دوں گا۔ وزیر کھانا تیار کر کے شیخ کے پاس آیا اور بولا حضور کھانا تیار ہے تشریف لائیے، راجا نے مجھے آپ کی خدمت کا حکم دیا ہے۔ شیخ نے فرمایا میں راجا کا پہلا حکم کیسے توڑ سکتا ہوں۔ بہر حال نیا برتن لا کر میرے سامنے صاف کرو۔ وزیر

(۱)۔ گوڑ پنڈوا رتین پیرا تیہاس، بنگلہ کا اردو ترجمہ، تصنیف: سید بذل الرحمٰن کرمانی، ص:۲۳، ناشر: خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۰۱ء۔

(۲)۔ تذکرۂ صوفیاے بنگال، تصنیف: اعجاز الحق قدوسی، ص:۱۳۳، ناشر: احمد الدین اظہر ڈائرکٹر، مرکزی اردو بورڈ، سن اشاعت: اپریل ۱۹۶۵ء۔

نے ویسا ہی کیا اور پوشیدہ طور پر کھانے میں زہر ملا دیا۔اس کے بعد مسلمان کا کھانا سمجھ کر کوئی بھی حضرت کے سامنے لے جانے کے لیے تیار نہ ہوا۔اتنے میں دھوبی کا لڑکا دانا وہاں پہنچ گیا اور معاملہ کو سن کر بولا وزیر صاحب اگر یہ کھانا میں شیخ صاحب کو پہنچا دوں تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے؟ وزیر نے کہا جو تم چاہو۔دانا کھانا لے کر شیخ کی خدمت میں پہنچا۔اس وقت حضرت نماز میں مشغول تھے۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ کھانا کھانے کے لیے تیار ہوئے تو ایک خوف ناک آواز سنائی دی اور وہ صدا چاروں طرف گونج اٹھی۔وہاں موجود لوگوں میں سے بعض نے سمجھا بادل گرج رہا ہے،بعض نے کہا کوئی بڑا درخت ٹوٹ کر ندی میں گر رہا ہے۔کسی نے کہا سیلاب آیا ہے اور پانی کا شور ہو رہا ہے۔اس کے بعد شیخ نے وہ زہر آلود کھانا تناول فرمالیا اور کچھ املی منگوا کر کھانے لگے۔اتنے میں راجا درباری پنڈت ہلایودھ مشرا کے ساتھ شیخ کے پاس پہنچ گیا۔وزیر نے راجا سے کہا بادشاہ سلامت!غریب کے عادات و اطوار دیکھیے کہ کھانا کھانے کے بعد کس قدر املی کھا رہے ہیں۔میں بہترین پان لا کر اس کا انتظار کر رہا ہوں اور یہ اسے چھوڑ کر املی کھا رہے ہیں وزیر کی باتیں سن کر شیخ جلال الدین تبریزی نے فرمایا میں بھی آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ، میں نے آپ کا زہر آلود کھانا کھایا ہے اور زبان کڑوی ہوگئی ہے اس لیے کثرت سے املی کھا رہا ہوں اور کوئی دوسری وجہ نہیں ہے۔شیخ کی بات سن کر راجا وزیر پر غضب ناک ہوگیا اور زجر و توبیخ کی۔وزیر نے کہا مہاراج شیخ کو مسالہ اور ذائقہ دار کھانا کھانے کی عادت نہیں ہے اس لیے املی کھا رہے ہیں اور کوئی دوسرا سبب نہیں ہے۔شیخ نے فرمایا ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو۔یہ سن کر ہلایودھ مشرا نے بڑے غصے سے وزیر سے کہا اے بدخیال وزیر!میں نے کسی کو اپنے مہمان کے ساتھ ایسی حرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔گھر کا مہمان خواہ دوست ہو یا دشمن تم نے کیسے اسے زہر آلود کھانا کھلا دیا۔اگرچہ یہ یہاں لوگوں کو مسلمان بنانے کے لیے آیا ہے،لیکن انھیں کون روک سکتا ہے۔قدرت جو چاہتی ہے وہی ہوتا ہے اس کے برخلاف کچھ نہیں ہوتا ہے۔۱۱۲۴ء میں ترکی ،پٹن ، بہار ہوتے ہوئے بے شمار خوبیوں کے حامل یہ بزرگ مشرق میں تشریف لائے تھے۔ان کو دیکھ کر نہیں لگ رہا تھا کہ یہ کوئی جھوٹا آدمی ہے۔

کہاوت ہے: جو ہونا ہے وہ ہوکر رہے گا اور جہاں ہونا ہے وہیں ہوگا۔اس کے بعد راجا نے شیخ سے کہا حضور شام ہو رہی ہے اور یہاں پر شیروں کا بڑا خطرہ ہے لہذا آپ میرے ساتھ میرے محل تشریف لے چلیں ۔ شیخ نے فرمایا: راجا صاحب آپ کی مذہبی کتاب میں ہے حیات، موت، عمل، دولت اور علم بطن مادر ہی میں خدائے تعالیٰ لکھ دیتا ہے کیا آپ کو اس پر یقین ہے؟ آپ اپنے محل جاؤ اور مجھے یہیں رہنے دو پھر شیخ اور دھوبی کا لڑکا دانا اسی جنگل میں رہنے لگے۔[۱]

راجا کی محبت:

راجا حضرت کے تصرفات وکرامات اور عادات واطوار سے حد درجہ متاثر ہو گیا تھا اور آپ کے ساتھ کافی عقیدت ومحبت رکھتا تھا۔آپ سے ملاقات کرنے اور فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے دارالسلطنت لکھنوتی[۲] سے بارہا پنڈوہ شریف آیا کرتا تھا۔ یہاں پر قیام کرنے کے لیے اس نے بڑی درگاہ میں مسجد سے پورب لب تالاب ایک عمارت بنوائی تھی، جسے لکشمن سینی دالان کہا جاتا ہے ۔ جب وہ حضرت سے ملاقات کرنے کے لیے پنڈوہ آتا تو اسی سینی دالان میں ٹھہرتا، آپ کے مواعظ حسنہ سنتا اور ارشادات عالیہ پر عمل کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی دالان میں بیٹھ کر راجا اپنی پرجا کے لیے احکام بھی صادر کرتا تھا۔ آج بھی وہ دالان بڑی درگاہ میں بطور یادگار موجود ہے، جو راجا کا حضرت کے ساتھ حد درجہ عقیدت ومحبت کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔

یوگیوں سے مناظرے:

مقامی پجاریوں اور یوگیوں نے آپ کو یہاں سے بھگانے کے لیے اپنی پوری طاقت صرف کردی اور طرح طرح کے جادوٹونے کا سہارا لیا، لیکن جب کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوسکا تو ان لوگوں نے آپ کے ساتھ مناظرے شروع کردیے ۔ آپ نے

---

(۱) بنگلہ سے اردو ترجمہ، شیخ شبھو دیا (بنگلہ)، مترجم: پنڈت رام چندر کب، از ص ۹ تا ۱۲، ناشر: بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ مالدہ، سن اشاعت ۱۳۸۶ھ۔

(۲) لکھنوتی: (موجودہ ''گور'' مالدہ) عہد قدیم میں یہ شہر بنگال کا دارالسلطنت تھا۔سنگلا دیپ نامی ایک ہندو نے اسے تعمیر کیا تھا۔اس سے بہت پہلے لکھنوتی کے نام سے مشہور تھا۔سلطان ہمایوں نے یہاں کی آب وہوا سے خوش ہوکر اس کا نام ''جنت آباد'' رکھا تھا۔

مناظرے میں اسلام کی حقانیت کو دلائل و براہین سے واضح کیا اور کفر وضلالت کے بطلان پر بکثرت دلائل قائم کیے۔ جب ان یوگیوں اور ہنود پر اسلام کی حقانیت اور کفر کا بطلان واضح ہو گیا تو رفتہ رفتہ اہل ہنود اسلام قبول کرنے لگے۔ ''سوشل ہسٹری آف بنگال'' میں ہے کہ بہت سے مقامی یوگیوں نے حضرت جلال الدین تبریزی سے مناظرے کیے اور آخر میں یہ یوگی صداقت اسلام کے قائل ہو کر مسلمان ہو گئے۔

اہل ہنود کا جوق در جوق اسلام میں دخول:

ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ آپ کی اسلامی تعلیمات اور روحانی تصرفات کے سبب پنڈوہ کی بیشتر آبادی نے اسلام قبول کر لیا، مسجدیں تعمیر ہونے لگیں، خانقاہ وجود میں آئی، جس میں آپ نے بے شمار طالبین و سالکین کو معرفت و سلوک کا جام پلایا، لنگر عام جاری کیا، جس سے غربا، فقرا اور طالبین سیراب ہونے لگے۔ صاحب خزینۃ الاصفیا نے آپ کے لنگر عام کی وسعت کو یوں بیان کیا ہے: عام لوگوں کے لیے لنگر کھول دیا، روز ہزاروں مسافر اور مسکین آپ کے دسترخوان سے کھانا کھاتے۔[1]

شیخ الشیوخ کی پنڈوہ آمد:

اہل بنگال خصوصا اہل پنڈوہ کے لیے نہایت فخر و اعزاز کی بات ہے کہ سید جلال الدین تبریزی گنج رواں، گنج بخش کی دعوت و گزارش پر قدوۃ الاولیا، برہان الاتقیا، شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم کی سعادتوں اور برکتوں سے پنڈوہ شریف کو سرفراز فرمایا اور اپنی ضیافت کا موقع عنایت کر کے لطف و کرم کی خوب بارش کی۔

حضرت جلال الدین نے اپنے مرشد گرامی وقار کو اپنی چلہ گاہ میں ٹھہرایا۔ حضرت شیخ الشیوخ کے تشریف لے جانے کے بعد سید جلال الدین نے ادباً و تعظیماً اس مقام کو چلہ گاہ کے طور پر استعمال کرنا بند کر دیا، جو آج بھی بڑی درگاہ میں پر فیض نشست گاہ اور بڑا چلہ خانہ

(۱) خزینۃ الاصفیاء، ج: دوم (اردو ترجمہ)، مترجم: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ص: ۱۰۰، ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سال طباعت ترجمہ: ۲۰۰۱ء

کے طور پر آباد ہے۔آپ نے اپنی چلہ گاہ موجودہ مسجد کی جانب اتر وپورب ایک جگہ منتخب فرمائی اوراسی مقام پر ایک طویل مدت تک تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس فرمایا۔عوام وخواص کی زبان پر یہی مشہور ہے اور دونوں چلہ خانوں سے یہی پتہ چلتا ہے۔صاحب زادۂ مخدوم العالم حضرت نور قطب عالم کا چلہ خانہ بھی اسی بڑی درگاہ میں موجود ہے۔چاند کوتوال اوران کے اہل وعیال کی قبریں بھی اسی درگاہ میں ہیں۔اس کے علاوہ نہ جانے کتنے شیوخ، ابدال، اوتاد، اغواث وغیرہم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس درگاہ و چلہ خانہ کو فیضیاب کیا ہے۔

پنڈوہ شریف کی روحانی عظمت:

سرزمین پنڈوہ شریف کو سیاسی ،ثقافتی ،علمی وروحانی ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہے ،لیکن روحانی عظمت کی شان ہی کچھ نرالی ہے، جو زمانۂ قدیم میں بزرگان سہروردیہ وچشتیہ کی آماج گاہ رہا ہے، جہاں طالبین وسالکین ،علماومشائخ کا سعادت مند قافلہ رواں دواں رہتا تھا،خصوصا شیخ جلال الدین تبریزی ،مخدوم العالم مرشد غوث العالم شیخ علاء الحق پنڈوی اور قطب زمانہ حضرت نور قطب عالم علیہم الرحمہ کے قیام نے پوری روحانی دنیا کے نقشے پر پنڈوہ کو دبستان معرفت وتصوف اور مرکز عقیدت ومحبت بنادیا۔

چلہ خانہ کے لیے راجا کی مالی امداد:

راجا لکھن سین نے بارہا حضرت کی بارگاہ میں مال و جائداد کی پیش کش کی ،لیکن آپ نے ہمیشہ ٹھکرادیا اوراپنے کوشاہی خزانے سے دور رکھا،لیکن جب راجا کی طرف سے کافی اصرار ہواتو آپ نے چلہ خانہ اور لنگر کے لیےاس کی پیش کی ہوئی ایک لاکھ بیگھا زمین کو خدمت خلق کی غرض سے قبول فرمالیا۔جیسا کہ بڑی درگاہ میں نصب کردہ بنگلہ بورڈ (کتبہ) سے پتہ چلتا ہے۔جس کا ترجمہ یہ ہے:

تاریخ میں ہے کہ حضرت جلال الدین تبریزی پنڈوہ تشریف لاتے وقت گنگا ندی کو بغیر کشتی کے پار کیا تھا،اس وقت گور کا راجا لکھن سین ندی کے کنارے موجود تھا۔وہ حضرت کی اس کرامت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوااور بائیس ہزار روپے آمدنی والی ایک لاکھ بیگھا زمین

آپ کو قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے اس جائداد کو خیرات کے لیے وقف کر دیا۔

۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان دو حصے میں تقسیم ہوا تو اس درگاہ کی موقوفہ جائداد کا ایک تہائی حصہ موجودہ بنگلہ دیش منتقل ہو گیا اور دو تہائی حصہ ہندوستان میں باقی رہا۔

بابِ ہفتم

☆ بڑی درگاہ کی تاریخی عمارتیں
☆ بڑی درگاہ کے چلہ خانے
☆ اوقاف پرگنہ بائیس ہزاری کی تولیت
☆ عرس مبارک

بائیس ہزاری درگاہ کی وجہ تسمیہ:

اس زمانے میں آپ کی درگاہ کے اخراجات کے لیے کل موقوفہ جائداد کی آمدنی بائیس ہزار تھی، اسی وجہ سے آپ کے چلہ خانہ بڑی درگاہ کو بائیس ہزاری درگاہ کہا جاتا ہے۔موجودہ بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ بورڈ اسی سے منسوب ہے۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، جلد۱۸،ص،۳۰۳ میں ہے:

> ''مقبرۂ جلال الدین تبریزی[1] در پندوہ بہ ''درگاہ بزرگ'' یا ''درگاہ بست و دو ہزار'' مشہور است۔زیرا گفتہ می شود کہ درآمد املاک موقوفہ آں کہ بعدہا دو تالہ نیز بہ آں افزودہ شد، بالغ بر بائیس ہزار روپیہ بودہ است۔''

بڑی درگاہ کی تاریخی عمارتیں:

بڑی درگاہ میں حضرت شیخ تبریزی اور حضرت نور قطب عالم کا چلہ خانہ، شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی نشست گاہ، لکھن سین دالان، صوفی خانہ، بھنڈار خانہ اور تنور خانہ خاص اسلامی آثار ہیں جو طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اب بھی باقی ہیں، پنڈوہ کی تاریخی حیثیت کو اجاگر کرتی ہیں اور شیخ جلال الدین تبریزی کی یاد کو تازہ کرتی ہیں۔ذیل میں ہم ان اسلامی آثار اور عمارات کا مفصل خاکہ پیش کر رہے ہیں:

بڑا چلہ خانہ شیخ جلال الدین تبریزی:

جہاں پر شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے ایک طویل عرصہ تک چلہ کشی کی۔جب شیخ تبریزی علیہ الرحمہ کی دعوت وگزارش پر ان کے مخدوم شیخ الشیوخ حضرت شیخ

(۱) حضرت تبریزی علیہ الرحمہ کا روضۂ مبارک پنڈوہ بڑی درگاہ میں نہیں ہے۔ان کا روضۂ انور کہاں ہے اس کی پوری تفصیل ص:۱۱۹ پر ملاحظہ کریں۔

شہاب الدین علیہ الرحمہ پنڈوہ تشریف لائے تو انھوں نے اپنی چلہ گاہ میں مرشد گرامی کو ٹھہرایا اور اپنے چلہ کے لیے بھنڈار خانہ سے متصل مقام کو منتخب کیا۔ حضرت شیخ الشیوخ نے وہاں پر چند ایام خدا ے تعالیٰ کی عبادت کی اور مجاہدہ نفس فرمایا اس لیے اس کو چلہ گاہ شیخ الشیوخ اور بڑا چلہ خانہ بھی کہا جاتا ہے۔ جب حضرت شیخ الشیوخ یہاں سے تشریف لے گیے تو شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے ادباً وتعظیماً اس مقام کو محفوظ فرمادیا۔ آج بھی وہ روحانی وعرفانی چلہ گاہ بڑی درگاہ میں اپنی اصلی صورت پر موجود ہے اور زیارت گاہ عوام وخواص بنی ہوئی ہے۔ یہ باعظمت مقام بڑی درگاہ کی موجودہ مسجد سے جانب مغرب، مسجد نما عمارت کے اندر شمال مشرقی گوشہ میں چبوترہ کی شکل میں موجود ہے اور ماربل کی ریلنگ سے گھرا ہوا ہے۔ اس عمارت کی تعمیر پہلے پہل سلطان علاء الدین علی شاہ نے ۷۴۱ھ میں کرائی تھی۔ پھر جب سلطان شجاع کے پیرومرشد شاہ نعمت اللہ اس درگاہ کے متولی ہوئے تو اس نے اپنے زمانہ تولیت میں اس عمارت کی تجدید کرائی۔ اس تعلق سے اس عمارت کے بیرونی حصہ میں ایک پتھر پر حسب ذیل عبارت کندہ ہے:

چوایں عالی عمارت یافت ترتیب
شدہ تاریخ روشن آستاں باد (۱۰۷۵ھ)
ایں عمارت حضرت شاہ جلال است
راست کنندہ حضرت شاہ نعمت اللہ

عمارت کا پس منظر: صاحب ریاض السلاطین نے اس عمارت کا پس منظر یوں بیان کیا ہے: علی مبارک، ملک فیروز کا قابل اعتماد ملازم اور حاجی الیاس شاہ کا رضائی بھائی تھا۔ جب سلطان محمد شاہ دہلی کی سلطنت پر بیٹھا تو اس نے اپنی حکومت کے پہلے سال ہی ملک فیروز کو نائب باربک بنادیا چونکہ حاجی الیاس سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی تھی ؛اس لیے وہ دہلی سے بھاگ نکلا۔ ملک فیروز نے علی مبارک کو اسے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ علی مبارک نے اسے ہر چند تلاش کیا، لیکن اس کو حاجی الیاس کا کوئی سراغ نہ لگا اور وہ واپس آکر ملک فیروز سے بتادیا کہ وہ کہیں دور بھاگ گیا ہے۔ ملک فیروز نے اس کو پھٹکار

لگائی اور جلاوطنی کا حکم دے دیا۔علی مبارک نے بنگال کا رخ کیا،اثنائے راہ شیخ جلال الدین تبریزی کو خواب میں دیکھا اور آپ سے اپنی پریشانی بیان کی۔مخدوم صاحب نے فرمایا میں تمہیں بنگال کی بادشاہت سونپ دونگا،لیکن تم سلطنت بنگالہ پر فائز ہونے کے بعد ہمارے لیے ایک مکان بنادینا۔علی مبارک نے اسے قبول کرلیا اور دریافت کیا کہ میں آپ کیلئے کہاں عمارت تعمیر کروں؟ حضرت نے فرمایا پنڈوہ میں جہاں تمہیں تین اینٹیں ایک دوسرے پر رکھی ہوئی ملیں اور انکے نیچے ایک گل صد برگ تر وتازہ ملے ،وہیں تعمیر کر دینا۔خواب سے بیدار ہونے کے بعد علی مبارک بنگال پہنچا اور ناظم بنگالہ قدر خان کا ملازم ہوگیا۔کچھ دنوں کے بعد ملک فخرالدین سنارگاؤں نے بغاوت کر کے قدر خان کو قتل کر دیا۔علی مبارک نے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر اپنی سلطنت کا اعلان کردیا اور اپنا نام سلطان علاءالدین رکھ کر اپنا خطبہ اور سکہ ۷۴۱ھ میں جاری کیا،لیکن وہ سلطنت حاصل کرنے کے بعد عیش وعشرت میں پڑ گیا اور خواب میں کیا گیا وعدہ بھول گیا۔ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی اس سے فرمارہے ہیں اے علاؤالدین!تم نے بنگال کا بادشاہ بننے کے بعد میرے حکم کو بھلا دیا۔خواب سے بیدار ہونے کے بعد اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا اور پنڈوہ شریف میں مذکورہ علامت والی جگہ کو تلاش کرکے وہاں ایک وسیع عمارت تیار کرادی،جس کے آثار اب تک موجود ہیں۔(۱)

قدم رسول:

یہ نقش پائے مصطفےٰ ﷺ ۱۷۷۵ء میں ضلع بردوان کے بوہارگاؤں کے مدرسہ جلالیہ میں موجود تھا۔ یہاں پر متولی صاحب کے آباواجداد لے کرآئے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں سید مظفرالموسوی پنڈوہ بڑی درگاہ کے متولی مقرر ہوئے تو اس نے اپنے عہد تولیت میں اس نقش پائے مصطفےٰ ﷺ کو بڑی درگاہ منتقل کردیا، اسی وقت سے اب تک یہاں پر موجود ہے۔ عاشقان مصطفےٰ ﷺ خاص موقعوں پر اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

(۱) ریاض السلاطین (فارسی)، تالیف: غلام حسین سلیم، از ص ۹۳ تا ۹۵ مطبوعہ ایشاٹک سوسائٹی بیپ ٹسٹ مشن، کلکتہ، سال اشاعت: ۱۸۹۰ء۔

چھوٹا چلہ خانہ شیخ جلال الدین تبریزی:

یہ بابرکت چلہ خانہ بڑی درگاہ کی موجودہ مسجد سے جانب اتر و پورب اور بھنڈارخانہ سے متصل ہے اور چار انگشت اونچا مصلیٰ نما چبوترہ کی شکل میں ہے جو پہلے کٹہرے سے گھرا ہوا تھا اور اب وہ کٹہرا نہیں ہے۔ جہاں پر شیخ جلال الدین تبریزی نے اپنے مرشد گرامی وقار کے قیام پنڈوہ کے دوران تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب کرنا شروع کیا تھا اور ایک طویل عرصہ تک نفس کشی فرمائی تھی۔ یہ عظیم الشان چلہ گاہ اس وقت بھی بڑی درگاہ میں شیخ جلال الدین تبریزی کی یادگار کے طور پر آباد ہے۔ عاشقان اولیاء جس کی زیارت سے مشرف ہوکر شیخ جلال الدین کے نقوش کو اپنے سینے میں ثبت کرتے ہیں اور اس مبلغ اعظم کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ اس چلہ گاہ کے باہر کا دالان صوفی خانہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

بھنڈارخانہ:

چلہ گاہ شیخ جلال الدین تبریزی سے متصل جانب مشرق ایک بہت بڑا بھنڈارخانہ ہے جہاں پر لنگر کے لیے غلہ وغیرہ رکھے جاتے تھے، جس کو نواب ڈھاکہ کا فرستادہ کوتوال چاندخان نے ۱۰۸۴ھ مطابق ۱۶۷۳ء میں تعمیر کروایا تھا۔

چاندخان کی پنڈوہ تشریف آوری اور بھنڈارخانہ کی تعمیر کا سبب:

امیش چندر بٹ بیل صاحب جب مالدہ ضلع کے مجسٹریٹ تھے تب وہ ۷/نومبر ۱۸۹۲ء میں شاہ جلال تبریزی کی مسجد کو دیکھنے کے لئے پنڈوہ آیا۔ اس نے بڑی درگاہ کے صندوق میں دو نایاب مخطوطے دیکھے۔ ایک تاڑ کے پتے پر لکھا ہوا تھا اور دوسرا کاغذ پر۔ دونوں کو دیمک نے کھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا اور وہ پڑھنے کے قابل نہ تھے۔ بڑی درگاہ کا داروغہ سید واحد علی نے بٹ بیل صاحب کو اس مخطوطہ کے بارے میں یہ تاریخ بتائی کہ کنکر نارائن چودھری جو اس وقف جائداد کا ایک زمانے میں دیوان تھا۔ ڈھاکہ کا نواب اس کو یہاں سے گرفتار کر کے لے گیا اور بڑی درگاہ کی موقوفہ جائداد کے متعلق دستاویز طلب کیا ،لیکن وہ دستاویز پیش نہ کر سکا اس لئے نواب نے اس کو قید کر دیا۔ ایک رات اس نے شاہ

جلال کی بارگاہ میں دستاویز کے متعلق درخواست کی۔ شیخ تبریزی علیہ الرحمہ نے خواب میں بتایا کہ ان کے دستاویز گنگا ندی میں ہیں اگر نواب اس کی نقل سے مطمئن ہو جائے تو گنگا ان دستاویزوں کو دیدے گی۔ جب دیوان صاحب نے نواب کو شیخ صاحب کے خواب کی بات سنائی تو نواب نے کنکر نارائن کو اپنے چند کارندوں کے ساتھ گنگا کے کنارے بھیج دیا۔ جب وہ لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دو دستاویز سطح پانی پر بہتے ہوئے آرہے ہیں۔ دونوں کو پانی سے اٹھایا اور اس کی نقل لے کر ندی میں بہا دیا۔ نواب ان کی نقل دیکھ کر مطمئن ہو گیا اور خوش ہو کر کنکر نارائن کو رہا کر دیا۔ اس کے ساتھ اپنے کوتوال چاند خان کو بھی ایک لاکھ روپے دے کر پنڈوہ بھیج دیا۔ اسٹیپلٹن صاحب کہتے ہیں کہ اسی چاند خان نے بھنڈار خانہ بنوایا تھا۔ بڑی درگاہ کی مسجد میں انہیں دونوں مخطوطہ کی نقل موجود ہے۔ بٹ بیل صاحب نے لکھا ہے کہ جب اس نے ان دونوں مخطوطہ کو غائرانہ نظر سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ سنسکرت زبان میں تھے۔ اس نے سنا کہ پنچمی کے دن ایک برہمن پنڈوہ بڑی درگاہ آتا اور ان دونوں مخطوطہ کی پوجا پاٹ کرتا تھا۔

بھنڈار خانہ کی تعمیر کے سلسلے میں دوسری روایت یہ ہے کہ سلطان اورنگ زیب عالم گیر نے اس کی تعمیر کرائی تھی۔ جیسا کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف صدیق نے اپنے مقالے [بنگال میں عربی اور فارسی کتبات پر ایک نظر] میں اسلامی کتبات کے گوشوارہ میں تحریر کیا ہے:

کتبہ کا نام/جائے دریافت/جائے اصل	حاکم	سنہ	طرز عمارت
شاہ جلال الدین تبرزی کا بھنڈار خانہ (اسٹور روم)، حضرت پنڈوہ، مالدہ	اورنگ زیب عالمگیر	۱۶۷۳ء	خانقاہ کا بھنڈار خانہ (اسٹور روم)

یہ عمارت ۶۲ رفٹ ۴ رانچ لمبی، ۳۰ فٹ ۶ رانچ چوڑی اور ۱۵ فٹ ۱۰ رانچ اونچی ہے۔

چلہ گاہ حضرت نور قطب عالم:

یہ چلہ خانہ بڑی درگاہ کی مسجد سے سیدھے پورب، مشرقی دروازہ سے متصل جانب شمال واقع ہے، جو مصلا نما چبوترہ کی شکل میں چار انگشت اونچا ہے، جہاں حضرت نور قطب

عالم علیہ الرحمہ نے مجاہدۂ نفس و تصفیہ قلب فرمایا اور شیخ جلال الدین تبریزی کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ عرصہ دراز گزرنے کے باوجود آج بھی وہ چلہ خانہ اسی صورت میں بڑی درگاہ میں موجود ہے، جس کی زیارت سے اہل عقیدت مشرف ہوتے ہیں اور بزرگان سہروردیہ و چشتیہ کے فیضان سے مالا مال ہوتے ہیں۔

تنور خانہ:

یہ عمارت بھنڈار خانہ سے متصل جانب مشرق واقع ہے، جہاں پر شیخ جلال الدین تبریزی کے لنگر کے لیے تبرکات پکائے جاتے تھے۔ اس کی تعمیر سعد اللہ نامی ایک شخص نے کرائی تھی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۶۸۲ء میں اس کی تعمیر کروائی تھی۔ چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف صدیق نے اپنے مقالے [بنگال میں عربی اور فارسی کتبات پر ایک نظر] میں اسلامی کتبات کے گوشوارہ میں تحریر کیا ہے:

کتبہ کا نام/جائے دریافت/جائے اصل	حاکم	سنہ	طرز عمارت
تنور خانہ (باورچی خانہ)، درگاہ شاہ جلال الدین تبریزی پنڈوہ، مالدہ	اورنگ زیب عالمگیر	۱۶۸۲ء	ایک خانقاہ کا تنور خانہ

یہ عمارت ۴۹ رفٹ لمبی، ۲۷ رفٹ چوڑی اور ۱۶ رفٹ، ۶ رانچ اونچی ہے۔ آج بھی یہ تنور خانہ بڑی درگاہ میں موجود ہے اور شیخ جلال الدین تبریزی کے لنگر عام کی یاد دلاتا ہے۔

لکھن سین دالان:

یہ دالان درگاہ کی موجودہ مسجد سے پورب دکھن لب تالاب واقع ہے۔ یہ عمارت راجا لکھن سین نے شیخ جلال الدین تبریزی کی کرامات و تصرفات سے متاثر ہو کر ان کی محبت و عقیدت میں بنوائی تھی۔ جب راجا پنڈوہ شریف میں بارگاہ شیخ تبریزی میں حاضر ہوتا تو اسی دالان میں ٹھہرتا اور شیخ سے ملاقات و گفتگو کرتا اور ان کے ارشادات عالیہ سماعت کر کے ان پر عمل کرتا۔ یہ دالان راجا کی شیخ جلال الدین تبریزی کے ساتھ بے انتہا عقیدت و محبت کو ظاہر

کرتا ہے۔ یہ ہندو مسلم یک جہتی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔اس کے احاطہ کے باہر چاند خان اور اس کے اہل وعیال کی قبریں ہیں۔

دائرۂ شاہ جلال الدین تبریزی کے متعلق منشی شیام پرساد کا آنکھوں دیکھا بیان:

منشی شیام پرساد نے میجر ولیم فرنکلن کے ساتھ نومبر ودسمبر ۱۸۱۰ء مطابق ۱۲۲۵ھ میں گور،لکھنوتی اور پنڈوہ کا دورہ کیا تھا اور قلعۂ گور ولکھنوتی اور پنڈوہ بڑی درگاہ کے تاریخی مقامات اور عظیم الشان اسلامی آثار عمارتوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد احوال گوڑ و پنڈوہ کے نام سے فارسی زبان میں ایک رسالہ ترتیب دیا تھا۔ مسٹر دانی نے اپنی کتاب ''مسلم آرکیٹکٹ ان بنگال'' میں اس رسالہ کو شامل کیا ہے۔ ذیل میں رسالۂ مذکورہ میں دائرۂ حضرت شاہ جلال الدین کے متعلق بیان کا ترجمہ و تلخیص پیش کیا جارہا ہے:

پنڈوہ شریف میں واقع دائرۂ آستان فیض آثار حضرت مخدوم شاہ جلال الدین تبریزی ،تاریخی مقامات ومساجد ،عظیم الشان خانقاہ ولنگر خانہ اور تالاب وکھری خانہ تقریباً چار بیگھے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ مسجد نہایت بلند ومضبوط اور مستحکم ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت شاہ جلال الدین تبریزی نے اس کو تعمیر کرایا تھا۔ جہاں ہر سال ماہ رجب المرجب کی ۲۱/۲۲ تاریخ کو آپ کا عرس سراپا قدس منایا جاتا ہے،جس میں فقراء وحاجت منداں، مردان خدا و درویش اور آپ کے بے شمار معتقدین شرکت کرتے ہیں اور آپ کے فیضان سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ہر روز شام کو فقراء ومساکین اور حاجت مندوں کو لنگر سے آسودہ کیا جاتا ہے۔لنگر کے اخراجات کے لیے دیہات ومواضعات کی آمدنی سولہ ہزار روپے کے برابر تھی ،لیکن جنگل کے ویران ہونے کے بعد اب اس کی آمدنی تقریباً چھ ہزار روپے ہیں جو لنگر میں صرف کیے جاتے ہیں۔شام کے وقت دائرہ کے اندر جو چراغاں ہوتا ہے اس سے چاروں طرف نور ہی نور نظر آتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ستاروں کی انجمن سجی ہو۔

زہے از پرتو قدرت چراغ قدسیاں روشن

زنور شمع اقبالش زمیں تا آسماں روشن

طویل عرصہ گزر جانے کے سبب جو سائبان ٹوٹ گئے تھے، اس کی تعمیر نو

سلطان شجاع الدین کے پیر ومرشد شاہ نعمت اللہ نے اپنے زمانۂ تولیت میں کرائی تھی۔
حسب ذیل کتبہ اس کی تاریخ تعمیر کو اجاگر کر رہا ہے:

چو ایں عالی عمارت ترتیب
شدہ تاریخ روشن آستاں باد
از یں سن یک ہزار ہفتاد و پنج'' (۱۰۷۵ھ۔۱۶۶۴ء) بر می آید۔

اور اسی کے برابر دوسرے پائے پر یہ عبارت منقوش ہے:
''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا اللہ، یا اللہ دستگیر اللہ۔
ایں عمارت شاہ جلال است۔
آراستہ کنندہ حضرت شاہ نعمت اللہ۔

اور لنگر خانہ کے دروازے پر یہ عبارت منقوش ہے:
تمم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالخیر، یا مقیم، یا مقیم

جلا ل الدین شہ تبریز تولد ☆ کہ در مدحش زبانہا شد گہر ریز
برایش چاند خاں کرد ایں عمارت ☆ کہ او از عرض اخلاص است لبریز
اگر پرسند کہ بود جلوہ فرما ☆ دریں معمار بنیاد صفا خیز
جوابش در لباس سال تاریخ ☆ بگو شاہ جلال الدین تبریز!
(۱۰۸۴ھ)

ہم ذیل میں اوقاف پرگنہ بائیس ہزاری کی تولیت اور اس کے اسناد کو پیش کر رہے ہیں:

اوقاف پرگنۂ بائیس ہزاری کی تولیت:

حضرت قطب الاقطاب شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ جب پنڈوہ شریف سے منتقل ہونے لگے تو چلہ گاہ اور لنگر کے لیے موقوفہ جائداد کی تولیت راجا لکھن سین کو سپرد فرمادی۔ راجا نے بڑی ذمہ داری اور حسن وخوبی کے ساتھ تاحیات اس کو نبھایا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا لکھمنیا متولی ہوا اور وہ اس کام کو پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دینے لگا، لیکن جب ۱۲۰۰ء میں بنگال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا تو اس کی تولیت بھی مسلمانوں

کے زیر اقتدار آ گئی۔ مسلم سلاطین نے اپنی حکومت کے لائق وفائق حضرات کو اسکی تولیت سپرد کی اور سب نے اس خدمت کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

۱۶۳۹ء میں سلطان شاہجہاں کا لڑکا محمد شجاع جب بنگال و بہار کا صوبہ دار منتخب ہوا تو اس نے اپنے پیر و مرشد شاہ نعمت اللہ کو اس کی تولیت سونپی۔

شاہ نعمت اللہ نے اپنے عہد تولیت میں اس درگاہ کی بوسیدہ اور ٹوٹی ہوئی عمارتوں کی مرمت اور تجدید وتزئین کرائی اور ایک مدت تک بحسن وخوبی اس خدمت کو انجام دیا۔

ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی شیخ جلال الدین تبریزی کی قدیم چلہ گاہ کے بیرونی ستونوں پر کندہ عبارتیں اور سینی دالان کی دیوار پر نصب کردہ پتھر پر حسب ذیل عبارتیں اس کی عظیم خدمات اور شان تولیت کو اجاگر کرتی ہیں:

یہ تولیت کئی چند واسطوں سے نواب ناظم مرشد آباد کو ملی پھر اہل نظامت مرشد آباد کے توسط سے سید صدر الدین اول کو تفویض ہوئی۔

۱۰۱۳ھ میں شہنشاہ دہلی سلطان شاہ عالم غازی صدر الصدور محمود خان کی جانب سے سید صدر الدین کو اوقاف مذکورہ کی سند تولیت بھی عطا کی گئی۔

ہم ذیل میں فرمان شاہی اور سند تولیت کو پیش کر رہے ہیں:

نقل سند شاہی بابت تولیت پرگنۂ بائیس ہزاری

شاہ عالم بادشاہ — دستخط بادشاہ

غازی صدر الصدور

فدوی عاقبت محمود خاں

متصدیان مہمات حال و استقبال وچودھریان و قانون گویان و رعایا و مزارعان وسائر سکنہ وعموم متوطنہ محالات اوقاف پرگنۂ بائیس ہزاری اعلام آنکہ حسب الحکم جہاں مطاع آفتاب شعاع گردوں ارتفاع تولیت روضہ مبارک قطب الاقطاب حضرت مخدوم سید جلال تبریزی قدس اللہ سرہ مع محالات اوقاف کہ از قدیم درتحت تصرف روضہ مبارک مذکور است بسیادت ونجابت پناہ شرافت ورفعت دستگاہ بہت وتحمل پائگاہ سید صدر الدین

مرحمت گشت، مشار الیہ نسلا بعد نسل و بطنا بعد بطن بتولیت روضہ مبارک پنڈوہ مقرر بودہ در تمامی محلات اوقاف مع بیشہا و دریاہا متعلقہ پرگنۂ مذکور ولوازم ولواحق آں قابض ومتصرف ودخیل باشد۔ باید کہ وزرائے ذوی الاقتدار وامرائے عالی مقام ومقتدر وحکام کرام وعمال کفایت فرجام ومتصدیان مہمات دیوانی ومتکفلان معاملات سلطانی وکروریان حال واستقبال ابداوموبدادراستقرار واستمرار ایں حکم مقدس ومعلیٰ کوشیدہ پرگنۂ مذکور را خالدا ومخلدا بتصرف تولیت او بافرزندان باز گزارند واز صوادم تغیر وتبدیل مصون ومحروس دانستہ بعلت پیشکش صوبیداری وفوجداری ومال وجہات وسائر اخراجات مثل قلعہ ومحصلانہ ودار وغانہ وشکار وبیگار رودہ نیمی مقدمی وصدودیٔ قانون گوئی مزاحم ومعترض نہ شوند واز کل تکالیف دیوانی ومطالبات خاقانی یکبارگی معاف ومرفوع القلم شمارند ودست بردار باشند وہر سال سند مجدد نہ طلبند دیگرے را شریک وسہیم مشار الیہ ندانند وموی الیہ را الیق ومتولی مستقل روضہ مبارک دانند واز سخن صلاح وصوابدید موی الیہ کہ ہر آئینہ مقرون بخیر وحسنات باشند بیروں نہ روند وسبیل متولی مذکور اینکہ حاصلات اوقاف مذکور را بخرچ اعراس وروشنی وترمیم وتعمیر روضۂ منورہ وتدریس طلبہ حسب خیار خود درآوردہ بدعائے دولت ابد مدت مشاغل وموظف باشد وموی الیہ مخیرّ نیست کہ کسے را کدامی اشیاء متعلقہ پرگنہ مذکور استمراری یا مقرری یا کم جمعی بدہد۔ دریں باب تاکید اکید وقدغن بلیغ دانند حسب المسطور بعمل آرند واز حکم فیض رقم والا تخلف وانحراف نہ ورزند۔ فی التاریخ پنجم شہر محرم الحرام ۱۰۱۳ھ جلوس والا قلمی شد۔

ترجمہ: اوقاف پرگنہ بائیس ہزاری کے محلات کے عام باشندے اور تمام رہنے والے، کسان، رعایا، قانون نافذ کرنے والے، سرداران اور موجودہ وآئندہ کے بڑے بڑے امور کے منتظمین کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ دنیا کے مقتدا اور روشنی پھیلانے والے بلند آفتاب کے حکم کے مطابق قطب الاقطاب حضرت مخدوم سید جلال الدین تبریزی قدس سرہ کے روضہ مبارک اور اوقاف کے محلات کی تولیت جو زمانۂ قدیم سے روضۂ مذکور کے تحت تصرف ہے، اعلیٰ خاندان کی پناہ گاہ، صاحب شرافت ورفعت اور حامل قوت وبردباری سید صدرالدین کی سیادت میں دی گئی۔ موصوف کو نسلا بعد نسل اور پشت در پشت پنڈوہ کے

روضۂ مبارک کا متولی مقرر کیا گیا جو اوقاف کے تمام محلات، مذکورہ پرگنہ کے متعلقہ تمام دریا وجنگلات اوران سے وابستہ تمام امور میں قابض ومتصرف اور دخیل ہونگے۔صاحب اقتدار وزرا، بلند مقام واہل اقتدار امرا، باعزت حکام، کفایت انجام مزدور، دیوانی امور کے منتظمین، شاہی معاملات کے ذمہ داران اورحال ومستقبل کے نگراں کو اس مقدس و بلند حکم کو ہمیشہ ہمیش باقی رکھنے میں کوشش کرنی چاہیے۔

مذکورہ پرگنہ ہمیشہ ہمیش سید صدرالدین اوران کے فرزندوں کے تحت تصرف رہے گا اور تغیر وتبدل کے ٹکراو سے محفوظ و مامون جان کر بہ سبب صو بیداری[1] وفوجداری، مال واسباب اور دیگر اخراجات مثلاً قلعہ، تحصیلداری، داروغانہ، شکار، مزدوری، عشر، نمبرداری اورقانونی چارہ جوئی کی پیش کشی، میں کوئی ان کا مزاحم ومعترض نہ ہوں گے۔تمام عدالتی اموراورشاہی مطالبات سے بالکل آزادرہیں گےاور ہرسال نئی سند نہیں طلب کرینگے۔

موصوف کا کسی کوشریک وحصہ دار نہ جانیں اوران کوروضۂ مبارک کا مستقل اور لائق وفائق متولی جانیں۔موصوف ہر حال میں حق ودرست بات اوراچھی گفتگو کو لازم جانیں۔ متولی مذکور کا طریقۂ کار یہ ہوگا کہ وہ مذکورہ اوقاف کی آمدنی کو اعراس، روشنی، مرمت، روضۂ منورہ کی تعمیر اورطلبہ کی تدریس میں اپنے اختیار کے مطابق خرچ کر کے دائمی حکومت کی دعا کے حقدار ہوں۔ان کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ کسی کو پرگنۂ مذکورہ کی متعلقہ کسی چیز کو دائمی یا کرایہ پرکم قیمت میں دیدیں۔اس باب میں مکمل تاکید جانیں اور بھرپور مناہی مانیں۔مذکورہ بالا سطور کے مطابق عمل کریں اورتحریر کردہ حکم سے اعراض وانحراف نہ کریں۔مورخہ ۵؍محرم الحرام ۱۰۱۳ھ میں مبارک مجلس میں یہ سند تحریر کی گئی۔

اسی سن میں میں ارباب نظامت مرشدآباد نے بھی مذکورہ بالا شرائط وامور کو ملحوظ رکھتے ہوئے متولی مذکور کو سند تولیت عطا کی۔

---

(۱) پہلے صوبے کے حاکم کو ’’سپہ سالار‘‘ کہا جاتا تھا جو سول اورفوجی دونوں قسم کے امور میں بادشاہ کی نمائندگی کرتا تھا۔اس کے بعد اسے ’’صوبہ دار‘‘ کہا گیا پھر ’’نواب ناظم‘‘ کی اصطلاح قائم ہوئی۔ دیوان: وہ حکومت کا وزیر مال ہوتا تھا، جس کے فرائض میں مال گزاری کی وصولی، سرکاری رقم کے مصارف کی ذمہ داری اور دیوانی مقدمات کا تصفیہ کرنا داخل تھا۔ ناظم: صوبہ کے تمام نظم ونسق کا ذمہ دار ہوتا تھا۔(بہاری مسلمان، ص، ۲۵، ۲۶)

جب انگریزی گورمنٹ بنگال پر برسر اقتدار ہوئی تو مذکورہ اوقاف کو قدیم رسم سلاطین پر باقی رکھتے ہوئے عہدۂ تولیت پر فائز متولی کو سند تولیت عطا کی اور متولی صاحب کو پوری دیانت داری کے ساتھ اوقاف کی آمدنی کو اس کے مصارف میں صرف کرنے کی ہدایت دی۔

سید صدرالدین اور ان کے خاندان کے دیگر متولیان:

سید صدرالدین اول کو پرگنہ بائیس ہزاری کی تولیت میر احمد سے منتقل ہوئی۔ سید صدرالدین صاحب ضلع بردوان، بوہار گاؤں کے رہنے والے تھے۔آپ ہاشمی گھرانے کے ایک عظیم چشم و چراغ تھے۔آپ کا سلسلۂ نسب کئی واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔آپ شرافت وعظمت کے پیکر اور دینی ودنیوی علوم کے سنگم تھے۔علمی دنیا میں آپ کو کافی شہرت حاصل تھی۔اہل علم اور ارباب سیاست سبھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔آپ نے اپنے گاؤں بوہار میں ۱۷۷۵ء میں ایک عظیم الشان ادارہ مدرسہ جلالیہ قائم کیا تھا، جو اس عہد کا ایک مثالی ادارہ تھا، جس کا قطعہ تاریخ یہ ہے:

کرد چوں تعمیر صدرالدین مبارک مدرسہ
شد آسائش علم قائم زیں مبارک مدرسہ
خواستم تاریخ سال از عالم بالا عزیز
علویاں گفتند روشن ایں مبارک مدرسہ

آپ نے منصب صدارت پر ایک ایسی ذات گرامی کو فائز کیا تھا، جن کی علمی دنیا میں طوطی بولتی تھی اور ارباب علم وفن ان کو اپنا امام تسلیم کرتے تھے، وہ ذات گرامی وقار ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت مولانا بحرالعلوم عبدالعلی فرنگی محلی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مدرسہ جلالیہ اپنے عہد کا ایک عظیم الشان اور ممتاز ادارہ تھا اور شہنشاہ دہلی سلطان شاہ عالم، اہل نظامت مرشد آباد اور انگریزی گورمنٹ نے اپنے اسناد تولیت میں اسی مدرسہ کی تعلیم میں مذکورہ موقوفہ جائداد کی آمدنی کو صرف کرنے کی ہدایت دی تھی۔

سید صدرالدین اول کے انتقال کے بعد سید کفیل الدین الموسوی متولی ہوئے۔اس کے بعد سید کریم الدین الموسوی۔اس کے بعد سید صدرالدین ثانی متولی ہوئے۔اس کے

انتقال کے بعد اس کے دونوں لڑکے سید عبد اللہ الموسوی اور سید وارث الموسوی مشترکہ متولی ہوئے۔ ان دونوں کے انتقال کے بعد وقف اسٹیٹ کی ذمہ داری حکومت بنگال کے ماتحت آ گئی۔ مالدہ ضلع کے کلکٹر بہادر صاحب کے دعویٰ پر مذکورہ اسٹیٹ کی نگرانی اور تولیت کے لیے راج شاہی جج عدالت میں ۱۹۱۶ء میں مقدمہ دائر ہوا اور ۲۴؍ اگست ۱۹۲۱ء میں فیصلہ آیا۔

اس فیصلہ میں خاندانی اعتبار سے سید محمد مظفر الموسوی متولی مقرر ہوئے اور وقف اسٹیٹ کو چلانے میں ان کی مدد کے لیے پانچ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور مالدہ کا کلکٹر بہادر صاحب اس کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے جب کہ عہدۂ سکریٹری مذکورہ ضلع کے جج صاحب بہادر کو سونپا گیا۔ سید مظفر نے تاحیات امور تولیت کو انجام دیا اس کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا سید امین الموسوی ۱۹۷۵ء میں متولی مقرر ہوا اور ۱۹۹۹ء تک عہدۂ تولیت پر بحال رہا پھر اس کے خلاف مقدمہ دائر ہونے کے سبب مذکورہ ضلع کے جج اور ڈی۔ ایم صاحبان نے ۱۹۹۹ء میں سید امین الموسوی کو امور تولیت سے موقوف کر دیا اور میر عبد الباقر کو ریسیور مقرر کیا۔ اس نے ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۶ء تک اس کام کو انجام دیا۔ پھر سید امین کے دونوں لڑکے سید محمود الموسوی و سید حبیب الموسوی مشترکہ متولی مقرر ہوئے اور اب تک امور تولیت ان ہی کے ہاتھوں میں ہیں۔

عرس مبارک:

آٹھ سو سال کا طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود آج بھی ۲۱، ۲۲؍ رجب المرجب کو بڑی درگاہ میں آپ کا عرس سراپا قدس بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے اور پورے اہتمام کے ساتھ لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

باب ہشتم

☆ دیوحل میں اشاعت اسلام
☆ شیخ جلال الدین تبریزی کا تکیہ
☆ دیوتالہ کا چلہ خانہ اوراس کی مسجد

دیومحل میں اشاعت اسلام اور دیو کی ہلاکت:

شیخ جلال الدین تبریزی نے دیومحل میں طویل عرصہ تک قیام فرمایا اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔آپ کی رشد و ہدایت اور تعلیمات وتصرفات سے متاثر ہوکر اس شہر کے اکثر باشندوں اور اطراف و جوانب کے علاقوں کے لاکھوں بندگان خدا نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور سلسلۂ سہروردیہ میں داخل ہوئے۔سینکڑوں فرزندان توحید نور معرفت سے منور ہوکر سلسلۂ سہروردیہ کے صاحب سجادہ ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ اس شہر میں ایک دیو رہتا تھا جو رات کے وقت نکلتا اور آدمیوں کو کھا جاتا تھا۔عرصۂ دراز سے وہاں کے لوگ اس دیو کے شکار ہو رہے تھے،کسی کے اندر اس دیو کو مارنے کی طاقت نہ تھی اس لیے کہ لوگ اس کو اپنا دیوتا مانتے تھے۔حضرت تبریزی علیہ الرحمہ جب وہاں تشریف فرما ہوئے تو پہلے ہی دن اپنی عرفانی طاقت سے اس دیو کو کوزے میں بند کر دیا اور ہلاکت کے گھاٹ اتار کر وہاں کے لوگوں کو اس لامتناہی ہلاکت سے نجات دلا دی۔آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر وہاں کے اہل ہنود کو اسلام کی حقانیت کا یقین ہوگیا اور کفرستان دیومحل میں انقلاب برپا ہوگیا۔لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔یہ سلسلہ یہیں پر نہیں رکا بلکہ دور دراز کے علاقوں کے غیر مسلموں نے بھی اس زندہ وجاوید کرامت کو دیکھ کر اور آپ کے تصرفات باطنی سے متاثر ہوکر کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور سلسلہ سہروردیہ میں داخل ہوئے۔سلطان المشائخ نے دیومحل میں آپ کی اشاعت اسلام و ہلاکت دیو کی تفصیل اپنے ملفوظات میں یوں بیان فرمائی ہے:

> ''جب آپ نے ہندوستان جانے کا ارادہ کیا تو آپ ایک
> ایسے شہر میں پہنچے، جہاں ایک دیو ہر رات آدمی کو کھاجایا کرتا تھا۔
> آپ نے اس دیو کو کوزے میں بند کر دیا۔اس شہر کے باشندے

سب کے سب ہندو تھے۔ جب انہوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو سب مسلمان ہو گئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہے اور حکم دیا کہ خانقاہ بناؤ۔ جب خانقاہ تیار ہو گئی تو ہر روز ایک گدا گر کو لا کر اس کا سر مونڈواتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسیدہ بنا دیتے۔ اس طرح آپ نے پچاس آدمیوں کو صاحب سجادہ اور صاحب کرامت کیا اور پھر ان کو وہاں قائم کر کے آپ آگے چل دیئے"۔ (۱)

لیکن حضرت گیسودراز بندہ نواز کے ملفوظات میں یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے:

"اور یہاں (بدایوں) سے شیخ دیوہ محل آئے۔ ایک کمہار یا مالی کے ہاں قیام فرمایا، دیکھا کہ اس کے گھر میں آہ و شیون کا طوفان برپا ہے۔ وجہ دریافت کی تو بتایا کہ شہر میں ایک قدیم رسم یہ ہے کہ راجا کے حکم کے مطابق ہر روز ایک نوجوان کو دیو کے سامنے بھیجا جاتا ہے۔ وہ اسے کھالیتا ہے۔ اس روز شیخ کے میزبان کے بیٹے کی باری ہے۔ شیخ نے کہا اپنے بیٹے کو نہ بھیجو، اس کی جگہ مجھے بھیج دو، لیکن وہ نہ مانا کہا کہ اگر دیو نے تمھیں قبول نہ کیا تو راجا مجھے قتل کرادے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے کو نہلایا دھلایا، نئے کپڑے پہنائے، اور اسے بت خانہ میں لے گیا۔ شیخ بھی ساتھ گئے۔ بت خانہ پہنچ کر شیخ نے نوجوان کو رخصت کر دیا اور خود دیو کا انتظار کرنے لگے۔ جب دیو اپنے معمول کے مطابق ظاہر ہوا تو شیخ نے اسے اپنے عصا کی ضرب سے ہلاک کر دیا۔ صبح کو راجا اپنے لشکریوں کے ساتھ بت کی پوجا کے لیے آیا، دیکھا کہ اس بت خانہ میں ایک آدمی سیاہ کپڑے اور سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے کھڑا ہے اور لوگوں کو بلا رہا ہے۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ ماجرا کیا ہے؟ راجا آگے بڑھا۔ شیخ نے کہا تم بلا خوف و خطر آگے آؤ۔ دیو کو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ لوگوں نے دیکھا کہ دیو مردہ پڑا ہے۔ چنانچہ سب لوگ ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے"۔ (۲)

---

(۱) افضل الفوائد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین بدایونی، ص: ۴۴۵، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد۔

(۲) ترجمہ از جوامع الکلم ملفوظات حضرت گیسودراز بندہ نواز، ص: ۱۵۷

دونوں ملفوظات کی تفصیل میں اگر چہ بڑا اختلاف ہے لیکن دونوں سے مشترکہ طور پر مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

(۱) دیوگل میں ایک دیو رہتا تھا جو ہر شب وہاں کے لوگوں کو اپنا شکار بنالیتا تھا۔

(۲) شیخ تبریزی علیہ الرحمہ نے اسے موت کے گھاٹ اتار کر وہاں کے باشندوں کو اس ہلاکت سے نجات دلائی۔

(۳) شیخ جلال الدین تبریزی کی اس بے مثال کرامت کو دیکھ کر وہاں کے لوگ دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔

آپ کا تکیہ:

دیوگل میں تالاب کے کنارے ایک بہت بڑا مندر تھا، جسے ایک ہندو راجا نے بے انتہا مال و زرخرچ کر کے بنایا تھا۔ بنگال بھر میں اس کی شہرت تھی، ہمیشہ اس میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا، اس مندر کی وجہ سے دیوگل کو بھی کافی شہرت و مقبولیت حاصل تھی۔ حضرت نے اپنے تصرفات سے اس بت خانہ کو مسمار کر کے اس کو اپنا تکیہ بنایا۔ اس مندر کی نصف آمدنی آپ کے لنگر کے لیے وقف تھی۔ (۱)

طویل عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی وہ تکیہ آپ کے چلہ خانہ کے اندر اپنی اصلی صورت پر باقی ہے اور مخلوق خدا اس کی زیارت سے مشرف ہو رہی ہے۔

ایک مرتبہ اسی سرزمین پر آپ نے روحانی تصرف سے گوبر کو سونا بنا دیا تھا۔ آپ کی اس کرامت سے وہاں کے لوگوں کے اندر انقلاب برپا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں صاحب گلزار ابرار مولانا غوثی مانڈوی تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ عظیم الشان کرامت دیکھ کر وہاں کے اکثر لوگ اسلام کے احاطہ میں اور آپ کی بیعت میں داخل ہوئے۔ (۲)

(۱) سیر العارفین (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ایوب قادری، ص: ۲۵۰، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: باراول اپریل، ۱۹۷۶ء

(۲) گلزار ابرار (اردو ترجمہ) مترجم: فضل احمد جیوری، ص: ٦٦، ناشر: دارالنفائس ۷۷/۳ کریم پارک، لاہور، سال اشاعت: ۱۴۲۷ھ

چلہ خانہ:

دیوگل کا قدیم وتاریخی چلہ خانہ آپ ہی کی ذات گرامی سے منسوب ہے، جہاں آپ نے ایک طویل عرصہ تک تزکیہ نفس وتصفیہ قلب فرمایا ہے۔ آج بھی وہ چلہ خانہ وہاں پر اپنی اصلی صورت میں موجود اور مرجع خلائق ہے۔

کفر وشرک کے اس مرکز میں حضرت کی دعوت وتبلیغ اور تصرفات باطنی کی بدولت ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں، بت خانے ویران ہوئے، خانقاہیں قائم ہوئیں، مرشدین ومبلغین پیدا ہوئے، مساجد وجود میں آئیں، چلہ خانے قائم ہوئے اور کفر وشرک کا یہ گہوارہ دعوت وتبلیغ کا مرکز بن گیا۔

موجودہ شناخت کے مطابق دیوگل کو ''دیوتالہ'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے مریدوں نے آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے دیوگل کا نام ''تبریز آباد'' رکھ دیا تھا۔

دیوتالہ کے چلہ خانہ کی مسجد کس نے بنائی؟

دیوتالہ جو تبریز آباد کے نام سے مشہور تھا، وہاں کے چلہ خانہ میں ایک عظیم الشان مسجد تھی، جس کو توڑ کر ابھی وسیع کر دی گئی ہے اس قدیم عظیم الشان مسجد کو کس نے تعمیر کرایا اس میں اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں وہاں کے چلے خانے میں چار کتبے دستیاب ہوئے ہیں ان میں سے بعض سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد الغ مرابط خان نے بنوائی تھی اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے کسی شخص نے بنوائی تھی، مگر وہ شخص کون تھا اس سے اس کی کوئی صراحت نہیں ہوتی ہے۔ البتہ صاحب تذکرۂ صوفیائے بنگال محمد اعجاز الحق قدوسی نے مذکورہ بیان پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

> ''سوشل ہسٹری آف بنگال میں ہے کہ حضرت جلال الدین تبریزی کا چلہ خانہ جو دیوتالہ میں بنا ہوا ہے اس میں اب تک چار کتبے ملے ہیں۔ ایک کتبہ سلطان رکن الدین باربک شاہ (۱۴۶۴ء) کا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جامع مسجد تبریز آباد الغ مرابط خان نے بنوائی تھی۔ دوسرا کتبہ بھی اسی سلطان

کے زمانے کا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد تبریز آباد میں بنی تھی، جسے عام طور پر دیو تالہ کہتے ہیں۔تیسرا کتبہ سلطان ناصرالدین نصرت شاہ (۱۵۲۷ء۔۹۳۴ھ) کا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد ایک شخص نے حضرت جلال الدین تبریزی کے قصبے میں بنوائی تھی اور ایک کتبہ سلیمان کرانی (۱۵۷۱ء۹۷۹ھ) کا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسجد تبریز آباد میں جو عرف عام میں دیوتالہ کہلاتا ہے، بنی تھی''۔(۱)

(۱) تذکرۂ صوفیاے بنگال، تصنیف: اعجاز الحق قدوسی، ازص: ۳۴ تا ۳۶، ناشر: احمدالدین اظہر ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ، سن اشاعت باراول: اپریل ۱۹۶۵ء۔

باب نہم

☆ بنگال میں سلسلہ سہروردیہ کی آمد وفروغ
☆ بنگال کی ولایت
☆ سلاطین وامرا کا حسن عقیدت
☆ چلہ خانے

بنگال میں سلسلہ سہروردیہ کی آمد وفروغ:

شیخ جلال الدین تبریزی بنگال کے پہلے کامیاب مبلغ تھے، جنہوں نے کفرستان بنگالہ میں اسلام کی شمع روشن کی اور لاکھوں بندگان خدا کے دلوں کو نور اسلام سے منور کیا، ہزاروں فرزندان توحید کے سینے کو نور عرفان سے معمور کیا، سینکڑوں مساجد قائم کرکے بت پرستی کو خدا پرستی میں تبدیل کردیا۔ تذکرۂ صوفیاے بنگال کے حاشیہ میں شیخ شہاب سہروردی کے خلفا کے ضمن میں ہے: آپ کے خلفا میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے مغربی پاکستان اور شمال ہندوستان میں اور حضرت جلال الدین تبریزی نے مشرقی پاکستان اور مغربی بنگال میں سلسلۂ سہروردیہ کو غیر معمولی ترقی دی اور انہیں دونوں بزرگوں کی وجہ سے پاک و ہند میں سلسلۂ سہروردیہ کی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ (۱)

حمید اللہ ہاشمی رقم طراز ہیں: ''بنگال کے پہلے کامیاب مبلغ شیخ جلال الدین تبریزی تھے جو شیخ شہاب الدین کے خلیفہ اعظم تھے''۔ (۲)

ڈاکٹر محمد بشیر انوار ملتانی اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

''شیخ جلال الدین تبریزی ان قدیم عرفا میں سے ایک ہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے سلسلہ سہروردیہ کو بنگال میں پھیلایا اور ان کے دست حق پرست پر بے شمار لوگوں نے دین اسلام کو قبول کیا اور اس کے نتیجے میں شمالی بنگال میں مسلمانوں کی تعداد ہر روز بڑھنے لگی''۔ (۳)

''احوال وآثار: شیخ بہاء الدین زکریا'' کی مقالہ نگار نے شیخ جلال الدین تبریزی کی سلسلہ سہروردیہ کے خدمات کو یوں بیان کیا ہے:

''ایں سلسلہ رونق پیدا نہ کرد تا ایں کہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی وشیخ جلال الدین

---

(۱) مصدر سابق، ص۱۱۴

(۲) احوال وآثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ۔تصنیف: حمید اللہ ہاشمی، ص: ۵۵، ناشر: ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی، سال اشاعت: ۱۴۲۰ھ

(۳) خلاصۃ العارفین (اردو)، مترجم: ڈاکٹر محمد بشیر انور ملتانی، ص: ۸۴، مطبوعہ: شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ، لاہور، سال اشاعت: ۲۰۰۳ء

تبریزی بہ شبہ قارہ آمدند و بوسیلہ اینہا بود کہ ایں سلسلہ آں جا رواج پیدا کرد''۔

ترجمہ: حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی نے مل کر اس سلسلہ کو فروغ دیا۔

مزید تحریر کرتی ہیں: ''در بنگال شیخ جلال الدین تبریزی ایں سلسلہ را رواج داد۔ بوسیلہ مریدان ایں دو بزرگ ایں سلسلہ تا کشمیر و گجرات وحتیٰ تا افغانستان نفوذ پیدا کرد''۔ اور ایک مقام پر محترمہ تحریر کرتی ہیں: ''شیخ جلال الدین تبریزی بود کہ علم سطوت اسلام را در پاکستان شرقی برافراشت''۔

ترجمہ: بنگال میں شیخ جلال الدین تبریزی نے اس سلسلہ کی ترویج واشاعت کی۔ ان دونوں بزرگ کے مریدوں کے طفیل یہ سلسلہ کشمیر، گجرات یہاں تک کہ افغانستان میں جاری ہوا۔ شیخ جلال الدین تبریزی وہ بزرگ تھے جنہوں نے شوکت اسلام کے جھنڈا کو مشرقی پاکستان میں بلند کیا۔

بنگال میں آپ کی دعوت وتبلیغ اور سلسلہ سہروردیہ کی بیعت وارادت پر صاحب سیر العارفین حامد بن فضل اللہ جمالی نے اس طرح روشنی ڈالی ہے: ''حضرت شیخ جلال الدین تبریزی بنگالہ گئے تو مخلوق خدا ان کی طرف متوجہ ہوئی اور مرید ہونے لگی''۔ (۱)

مفتی غلام سرور کا بیان ہے: حضرت شیخ بنگال پہنچے تو مخلوق خدا ان پر ٹوٹ پڑی۔ آپ نے بت پرستوں کو دامن اسلام میں جگہ دی''۔ (۲)

شیخ عبدالرحمٰن چشتی تحریر کرتے ہیں:

> ''اس کے بعد شیخ بدایوں سے بنگال تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو ساری خلقت آپ کے گرد جمع ہو کر مرید ہونے لگی۔ آپ نے وہاں ایک خانقاہ قائم کی''۔ (۳)

---

(۱) سیر العارفین (اردو ترجمہ)، تصنیف: مولانا شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ وترتیب: محمد ایوب قادری، ص: ۲۴۹، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: بار اول اپریل، ۱۹۷۶ء

(۲) خزینۃ الاصفیاء، ج: دوم (اردو ترجمہ) مترجم: پیرزدہ اقبال احمد فاروقی، ص: ۱۰۰، ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سال طباعت ترجمہ: ۲۰۰۱ء

(۳) مرآۃ الاسرار (اردو ترجمہ) مترجم: مولانا الحاج کپتان واحد بخش، ص: ۲۶۷ ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶، سن اشاعت: ۲۰۰۵ء

بنگال اور اس کے اطراف و جوانب میں آپ نے سینکڑوں خانقاہیں قائم کر کے سلسلہ سہروردیہ کو کافی وسعت بخشی اور فیضان سہروردی کو پورے بنگال میں عام کیا۔

بنگال تشریف آوری سے پہلے آپ بہت کم مرید کرتے تھے:

شیخ جلال الدین تبریزی بنگال تشریف لانے سے پہلے بہت کم لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرماتے تھے۔اس کی تائید حضرت سلطان المشائخ کے اس بیان سے ہوتی ہے:

''ایک جوان آیا تو خواجہ صاحب نے پوچھا تیرے جد بزرگوار کس پیر کے مرید تھے؟ جواب دیا: شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔خواجہ صاحب نے فرمایا کہ شیخ جلال الدین بہت کم مرید کیا کرتے تھے۔قاضی حمیدالدین ناگوری، مولانا برہان الدین غریب حاضر تھے۔پوچھا کہ ایسے بزرگ اور شیخ ہوکر کیوں لوگوں کو مرید نہیں کرتے تھے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا: خواہ مرید کریں یا نہ کریں ان کی بزرگی اور شیخی میں کوئی فرق نہیں آتا۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو مرد ہوں اور دونوں میں قوت رجولیت ہو۔ایک کے یہاں تو اولاد پیدا ہو اور دوسرے کے ہاں نہ ہو تو اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کے نر ہونے میں کچھ فرق ہے''۔(۱)

حضرت محبوب الٰہی کے مذکورہ ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی پہلے مرید کرنے میں بہت احتیاط برتتے تھے؛ اس لیے کہ زیادہ مرید کرنا بڑے شیخ ہونے کی دلیل نہیں ہے، لیکن کفرستان بنگالہ تشریف لانے کے بعد آپ نے اس جمود کو توڑا اور کثرت کے ساتھ بندگان خدا کو دولت اسلام سے مشرف کر کے اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمایا اور مریدان خاص کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ چنانچہ آپ نے بنگال میں کئی لاکھ ہنود کے

(۱) فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، حصہ اول، ص: ۶۳۸، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد

دلوں میں اسلام کی شمع روشن کر کے انہیں اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمایا اور سلسلہ سہروردیہ کو کافی وسعت وعروج بخشا۔ اگر بنگال میں آپ کو سلسلہ سہروردیہ کا موسس ثانی کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کیونکہ اس جنگل میں منگل آپ ہی کے دم قدم سے ہوا۔ یہاں پر رشد وہدایت کا ہنگامہ آپ ہی نے برپا کیا، اسلامی انقلاب آپ ہی کی ذات بابرکات سے ہوا اور مخلوق خدا کو سہروردی فیضان آپ ہی کے طفیل ملا۔ آج بنگال وبہار اور اس کے اطراف وجوانب میں مسلمانوں کی جو کثرت نظر آرہی ہے اسی مرد مجاہد اور کامل درویش کی دعوت وتبلیغ اور کدو کاوش کا نتیجہ ہے۔ مسلمانان بنگال وبہار اس مبلغ اسلام کے اس احسان عظیم کا جتنا شکریہ ادا کریں بہت کم ہے۔

چلہ خانے:

شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کا ایک طویل عرصہ بنگال میں صرف ہوا اور بے شمار مقامات میں آپ نے تزکیہ نفس وتصفیہ قلب فرمایا۔ آپ کے عقیدت مندوں نے ان باعظمت چلہ گاہوں کو زیارت خلائق کے لیے محفوظ کرلیا ہے۔ مولانا معشوق تحریر کرتے ہیں: بنگالہ میں جہاں کہیں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی تشریف فرما ہوئے تھے آج تک لوگ وہاں جبین اخلاص خاک پر ملتے ہیں۔ چنانچہ چند جگہ اور زیارت گاہیں مشہور ہیں۔ (۱)

سید بذل الرحمٰن رقم طراز ہیں: بنگلہ دیش میں جہاں جہاں حضرت نے قدم رکھا وہاں کے باشندوں نے اس جگہ کو پاک اور عزت کا مقام دے رکھے ہیں۔ (۲)

آپ کی ذات گرامی سے منسوب بنگال میں متعدد چلہ خانے ہیں، جن میں پنڈوہ شریف اور دیومحل کے چلہ خانوں کو کافی شہرت ومقبولیت حاصل ہے۔ آپ کی وفات کے تقریباً آٹھ سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی آپ کی عقیدت لاکھوں

(۱) اخبار الصالحین، تالیف: نواب معشوق یار جنگ بہادر ص:۲۷۳، مطبوعہ: اعظم اسٹیم پریس گورمنٹ ایجوکیشن پرنٹر حیدر آباد، دکن، سن اشاعت: ۱۹۳۲ء

(۲) بنگلہ کا اردو ترجمہ، گوڑ پنڈ وارتین پیر اتیہاس، تصنیف: سید بذل الرحمٰن کرمانی ص:۳۷، ناشر: خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱ء

کروڑوں انسانوں کے دلوں میں زندہ ہے اور باشندگان دیوتالہ بڑے اہتمام کے ساتھ ۲۷؍رجب المرجب کو آپ کا عرس مبارک مناتے ہیں اور آپ کے جاری کردہ لنگر کا اہتمام کرتے ہیں۔ آج بھی ان دونوں چلہ خانوں میں آئے دن زائرین کا ہجوم نظر آتا ہے۔ خاص کر جمعرات کو پنڈوہ شریف کے چلہ خانہ میں زائرین کا سیلاب امنڈ پڑتا ہے اور آپ کی چلہ گاہ کی زیارت کر کے سہروردی فیضان سے مالا مال ہوتے ہیں۔

تھانہ تپن، ضلع دکھن دیناج پور میں درج ذیل مقامات میں آپ کے چلہ خانے ہیں :بیکاہر: طویل عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی یہ پرفیض چلہ خانہ اپنی اصلی صورت پر باقی ہے۔ چلہ گاہ کے کتبہ میں کندہ عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی تعمیر سلطان احمد شاہ کے دورحکومت میں ۱۱۶۵ھ میں ہوئی تھی۔ باسوریا، ہولی دانہ، درال ان تینوں چلہ خانوں میں ہرسال شیخ جلال الدین تبریزی کا عرس مبارک بڑے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مخدوم پور، شاہ پور، عظمت پور، لشکر ہاٹ، جلال پور، تھانہ چانچل، ضلع مالدہ میں بھی آپ کی چلہ گاہیں ہیں۔ مذکورہ چلہ گاہوں میں سے بعض اپنی اصلی صورت پر موجود ہیں اور بعض ٹوٹ چکی ہیں لیکن اس کے نشانات اب بھی موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بنگال (بشمول بہار، بنگلہ دیش، پاکستان) میں آپ کے ۳۶۰ چلہ خانے ہیں۔

بنگال اولا آپ کے زیر ولایت رہا:

شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ بڑی جلالی طبیعت کے حامل تھے اور اپنے زیر ولایت علاقوں میں قوت استعمال سے گریز نہیں کرتے تھے۔ صاحب ''برصغیر کے اولیا اور انکے مزار'' تحریر کرتے ہیں: اپنی جلالی طبیعت کے حوالے سے معروف شیخ جلال الدین تبریزی نے ایک بار ایک قلندر کی مشکیں کسیں اور اسے قید کر دیا۔ اس نے لکھنوتی کے علاقے میں اس شیخ کی روحانی ولایت کے اندر ایک شخص کی بیماری دور کرنے کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ (۱)

---

(۱) برصغیر کے اولیا اور ان کے مزار (اردو ترجمہ) مترجم: محمد ارشد رازی، ص:۲۰۰، سن اشاعت: ندارد

حضرت جلال الدین تبریزی کی وفات کے بعد بنگال دیگر مشائخ سہروردیہ کے زیر ولایت رہا پھر جب سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ خلیفۂ حضرت محبوب الٰہی حضرت اخی سراج الدین آئینہ ہند علیہ الرحمہ دعوت وتبلیغ کے لیے بنگال تشریف لائے تو ان کی ولایت میں آ گیا۔ ان کے وصال کے بعد انکے مرید وخلیفہ مخدوم العالم، مرشد غوث العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی کے تحت ولایت رہا اوران کے بعد انکے فرزند قطب عالم حضرت نور قطب علیہ الرحمہ کی ولایت میں آیا اوراب تک ان ہی کے زیر ولایت ہے۔گنج ارشدی میں شیخ عالم فردوسی کی اقامت پورنیہ کے ذیل میں ہے: میرے بھائی شیخ محمد رفیع! آپ نے سنا ہوگا کہ جب آپ کے والد بزرگوارکوان کے پیرومرشد کی جانب سے شہر پورنیہ میں استقامت کاحکم ہوا تو انھوں نے اپنے مرشد گرامی وقار سے عرض کیا: ہم صاحب ولایت بہار، مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں اورشہر پورنیہ، یہ بنگال کا علاقہ ہے جو شاہ نور قطب عالم پنڈوی کے زیر ولایت ہے۔ان کی اجازت اور حکم کے بغیر ہمارا یہاں ٹھہرنا مشکل ہے۔شیخ عالم فردوسی کے پیرومرشد نے اس مقدمہ کوحضرت مخدوم جہاں کی خدمت میں پیش کیا۔حضرت مخدوم جہاں نے فرمایا کہ جب تمہارا عرس ہوگا،اس میں ہم، مظفر اور شیخ حسین تینوں حاضر ہوں گے اور حضرت شاہ نور قطب عالم کوتکلیف شرکت دے کرتمہاری استقامت کا حکم دلوادیں گے۔چنانچہ جب عرس ہوا تو یہ بزرگان طریقت اس میں حاضر ہوئے اور حضرت مخدوم جہاں نے حضرت شاہ نور قطب عالم سے استقامت کی اجازت دلوائی اور مجھے ان تکلفات کے بغیر یہ ملک تفویض ہوگیا۔(۱)

سلاطین وامرا کا حسن عقیدت:

اکثر اولیائے کرام نے اگرچہ سلاطین اور امرا سے دوری بنائے رکھی، لیکن بعض صوفیائے کرام نے ان کی اصلاح اور رشد وہدایت کے لیےانہیں اپنے دربار پرفیض میں آنے کا موقع عنایت فرمایا اور ان پر توجہ ونظر کرم فرمائی مثلا خواجہ معین الدین چشتی، قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ حمید الدین ناگوری، حضرت نظام الدین اولیا، مخدوم اشرف

(۱) ترجمہ گنج ارشدی (قلمی رفارسی)، ترتیب: شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری، ص: ۶۰، مخزونہ: خانقاہ رشیدیہ جون پور

جہانگیر سمنانی وغیرہ۔ شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے بھی حکمرانوں اور امرا کو ان کی اصلاح کے لیے انھیں اپنے دربار میں حاضری کا موقع عنایت فرمایا اور ان پر نظر کرم فرمایا۔ چنانچہ جب آپ حضرت قطب الاقطاب کے ساتھ ہندوستان پر تاتاری فتنہ کے زمانے میں ملتان پہونچے تو والی ملتان ناصر الدین قباچہ نے آپ کے ساتھ حسن عقیدت کا مظاہرہ کیا۔ جب حضرت جلال الدین تبریزی دہلی تشریف لائے تو آپ کی آمد کی خبر پاکر شہنشاہ دہلی سلطان شمس الدین التمش اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلا اور پرتپاک استقبال کیا اور عزت واحترام کے ساتھ شاہی محل میں لے گیا۔ آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے والی دہلی نے آپ کو شاہی محل کے قریب ٹھہرایا۔ سلطان شمس الدین آپ سے حد درجہ عقیدت ومحبت رکھتا تھا اور فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے برابر آپ کی بارگاہ پرفیض میں حاضر ہوتا تھا۔ حضرت جلال الدین جب بدایوں پہنچے تو قاضئ بدایوں کمال الدین جعفری سے آپ کے گہرے تعلقات رہے۔ وہ برابر آپ سے ملاقات کرنے اور دعا کی درخواست کرنے کے لیے آپ کے دربار عالی میں آتا اور فیضان سہروردی سے مشرف ہوتا اور گاہے بگاہے آپ بھی ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ راجا لکھن سین کے عہد حکومت میں بنگال تشریف لائے تو وہ آپ کے اخلاق وکردار اور تصرفات وکرامات سے متأثر ہوکر بے انتہا آپ کا عقیدت مند ہوگیا اور برابر اپنے صدر مقام لکھنوتی سے آپ سے ملاقات کرنے کے لیے پنڈوہ شریف آنے لگا۔ راجا آپ کے دربار میں حاضر ہوکر آپ کے مواعظ حسنہ سنتا اور آپ کے ارشادات عالیہ پر عمل بھی کرتا۔ راجا نے آپ کی بارگاہ میں آنے کے بعد قیام کرنے کے لیے پنڈوہ شریف میں ایک عمارت بنوائی تھی، جسے لکھن سین دلان کہا جاتا ہے۔ آج بھی وہ دلان بڑی درگاہ میں موجود ہے اور آپ کے ساتھ راجا کے حسن عقیدت کا مظاہرہ پیش کررہا ہے۔ اس طرح حضرت جلال الدین تبریزی کے ساتھ سلاطین، امرا، وزرا، اور شاہزادے سبھوں نے حسن عقیدت کا مظاہرہ پیش کیا اور مستفیض ہوئے۔

باب دہم

☆ تصرفات و کرامات

تصرفات وکرامات:

شیخ جلال الدین تبریزی صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔خدائے تعالیٰ نے آپ کو بے انتہا روحانی طاقت اور عرفانی قوت سے نوازا تھا۔آپ نے اپنے اخلاق وکردار اور تصرفات روحانی کے ذریعے بے شمار لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا،جس کی جھلکیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

شیروں کی سلامی:

''شیخ شبھو دیا''میں ہے:

''دھوبی کا لڑکا دانا کے ساتھ شیخ جلال الدین تبریزی پنڈوہ کے جنگل میں اقامت پذیر تھے۔آدھی رات کو تین شیران کے پاس آئے اور لڑکا کو تاکنے لگے۔لڑکا ڈر گیا اور شیخ کی گود میں آ کر پناہ لیا۔شیخ نے فرمایا تم کیوں ڈرتے ہو،ان کا کان پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ لڑکا نے عرض کیا حضور میں مر جاؤں گا تو بھی شیر کا کان نہیں پکڑ سکتا۔اس کے بعد تینوں شیر شیخ کے قریب آئے اور ان کی بارگاہ میں سلامی پیش کر کے جنگل واپس چلے گیے۔جب صبح کو لوگوں کے ذریعے اس لڑکا کی والدہ کو مذکورہ واقعہ کی خبر پہونچی تو وہ روتے ہوئے اور ہائے میرا لڑکا! ہائے میرا لڑکا! کہتے ہوئے دربار شیخ جلال الدین میں حاضر ہوئی اور اپنے لڑکے کو پکڑ کر سینہ سے لگائی۔لوگوں کے توسط سے دور،دور تک یہ غلط خبر پہنچ گئی تھی کہ شیخ جلال الدین اور دھوبی کا لڑکا دانا کو شیروں نے کھالیا ہے۔ایک شخص نے راجا کے وزیر خاص کو یہ خبر پہونچادی پھر وزیر نے راجا کو بتایا مہاراج آپ نے بھی اس بزرگ ہستی کو دیکھا ہے آج وہ دھوبی کے لڑکا کے ساتھ شیروں کے شکار ہو گیے۔یہ سنتے ہی راجا نے کہا ہائے کیا ہو گیا،میں نے تو ان کو شیروں کے خطرے سے آگاہ کیا تھا،لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔یہ کہہ کر راجا انہیں دیکھنے کے لیے نکل پڑا۔راستے میں اس لڑکا کی والدہ سے ملاقات ہوئی جو غسل کر کے آرہی تھی۔اس عورت سے راجا نے دریافت کیا تمہارے بیٹے

کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا میرا لڑکا صحیح سالم ہے۔ یہ سنتے ہی راجا وزیر پر برسنے لگا اور کہا اے خطا کار وزیر! تم نے مجھکو جھوٹی خبر بتائی، تمہیں شرم آنی چاہیے۔ دربار شیخ میں راجا کے حاضر ہونے پر انہوں نے اس کی تعریف کی اور فرمایا تجھے مبارک ہو۔ کیا بات ہے کہ عداوت کو ترک کر کے آج صبح صبح حاضر ہو گئے۔ اس کے بعد راجا نے دھوبی کے لڑکے سے پوچھا کہ رات کو کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ لڑکا نے کہا: تین شیر آئے تھے اور وہ شیخ کی بارگاہ میں سلامی پیش کر کے چلے گیے۔ راجا نے وزیر سے کہا اگر خیریت چاہتے ہو تو آج ہی چاروں طرف اینٹ کی دیواریں قائم کر کے چھبیس ہاتھ کا ایک گھر بنا دو۔ راجا کے حکم کے مطابق معماروں نے مکان بنا دیا۔ (۱)

گوبر سونا بن گیا:

مولانا غوثی مانڈوی رقم طراز ہیں: کہتے ہیں دیومحل میں آبادی سے دور ایک جنگل تھا۔ وہاں پر آپ نے جگہ پسند کی، چاہا کہ اس زمین کو خرید لیا جاوے چونکہ جنگل تھا اور اس کا کوئی مالک بھی نہیں تھا لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت میں اتنا زیادہ نقد مانگا کہ وہ مقدار سوائے شاہی خزانوں کے دوسری جگہ گمان میں بھی نہیں آسکتی ہے۔ آپ نے قبول فرمایا اور مریدوں کو ارشاد کیا ''فلاں جگہ نجاستوں کا اور گوبر کا تودہ ہے، اس میں آگ لگا دو'' چنانچہ تعمیل کی گئی تو وہ گوبر خالص کامل العیار (سونا) ہو گیا۔ زمین کی قیمت میں دے دیا۔ (۲)

جہاز کو غرق ہونے سے بچا لیا:

صاحب ''شیخ شبھو دیا'' تحریر کرتے ہیں:

''ایک مرتبہ راجا لکھن سین اور اس کے وزیر نے دیکھا کہ شیخ جلال الدین تبریزی کا سارا لباس بھیگا ہوا ہے۔ راجا نے پوچھا حضور کیا ہوا، آپ کے کپڑے سے پانی کے قطرے کیوں ٹپک رہے ہیں؟ شیخ نے فرمایا: مہاراج! آپ میری باتوں پر یقین کریں گے؟ راجا

(۱) بنگلہ کا اردو ترجمہ، شیخ شبھو دیا (بنگلہ)، مترجم: پنڈت رام چندر کب، ص:۱۳، ۱۴، ناشر: بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ مالدہ، سن اشاعت ۱۳۸۶ھ۔

(۲) گلزار ابرار (اردو ترجمہ) مترجم: فضل احمد جیوری، ص:۶۶، ناشر: دار النفائس ۱۷۷/۳ کریم پارک، لاہور، سال اشاعت: ۱۴۲۷ھ

نے کہا کون ایسا موت کا خواہشمند ہے جو آپ کی باتوں پر یقین نہیں کرے گا، جس کو زندگی پیاری نہیں وہی شخص آپ کی باتوں کا انکار کرے گا۔ اس کے بعد شیخ نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا مہاراج سنو! پربھاکر نامی ایک تاجر نے تجارت کے ذریعے بہت ساری دولت حاصل کی تھی۔ دولت سمیت جہاز پر سوار ہو کر ایک سمندر سے آ رہا تھا۔ سمندر میں ''تریشولی'' نام کا ایک قدرتی درخت ہے، جو برسات کے موسم میں چھوٹا ہو جاتا ہے اور گرمی میں بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اچانک سمندر میں طوفان برپا ہو گیا اور تاجر کا جہاز اس درخت سے ٹکرا گیا اور غرق ہونے کے قریب تھا کہ تاجر نے مجھے بار بار یاد کیا اور رو رو کر اس نے کچھ اشعار پڑھا، جن کا مفہوم یہ تھا:

مخدوم شاہ جلال الدین تبریزی آپ کے قدموں پر میری
جان نچھاور ہو۔ آپ کی ذات ستودہ صفات اس قدر مشہور ہے کہ
کوسوں دور رہ کر میں آپ کے نام سے واقف ہوں۔ اگر میں
آپ کے طفیل غرق ہونے سے بچ گیا اور صحیح سالم اپنے شہر کو پہنچ
گیا تو آدھی دولت آپ کے قدموں پر نچھاور کروں گا۔

اس کے اس دردناک فریاد کو سن کر میں بے قرار ہو گیا۔ اے مہاراج یہی وجہ ہے میں خود کو لباس میں چھپا کر وہاں حاضر ہوا اور طوفان ختم ہونے تک اپنے ہاتھوں سے جہاز کو تھامے رہا۔ جب طوفان ختم ہونے کے بعد سارا معاملہ درست ہو گیا تب جہاز چھوڑ کر میں یہاں آ گیا، اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے بعد راجا نے کہا اے مہاتما! آپ ہی سے سنا ہے کہ سمندر یہاں سے چھ مہینے کی دوری پر ہے۔ آخر آپ وہاں اتنی جلدی کیسے اور کیوں پہنچے؟ شیخ نے فرمایا سفر و حضر میں، جنگل و صحرا اور میدان جنگ میں، خوشی و غمی میں جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس جاتا ہوں، لیکن کسی کا قاتل، کسی کی بیوی کو لے کر فرار ہونے والا، چور اور ڈاکو اگر مجھے ہمیشہ یاد کرے تو بھی اے مہاراج میں اس کی مدد کو نہیں جاتا۔ اس کے بعد راجا نے بغرض آزمائش آپ کے کپڑوں کو نچوڑ کر آگ میں گرمایا تو اس سے نمکین مادے نکلے۔ یہ دیکھ کر راجا کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اس نے کہا اے شیخ! میرے پاس

چار خاص چیزیں ہیں۔(۱) مذہب (۲) جان (۳) سلطنت (۴) دولت۔ان میں سے مذہب کو چھوڑ کو آپ جو چاہیں لے لیں، سب آپ کے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں، جو مرضی ہو آپ قبول فرمالیں۔ یہ کہہ کر راجا خاموش ہو گیا۔ شیخ نے اس کی باتیں سن کر تسلی آمیز لہجہ میں فرمایا مہاراج! آپ اس قدر کیوں مایوس ہو رہے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کی سلطنت میں کوئی ایسا بہادر نہیں ہے جو آپ کو مغلوب کر سکے۔ یہ کیسی بات ہے کہ راجا نے آج ہار مان لی۔ پھر شیخ نے تواضع وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے راجا کو مزید تسلی بخش جواب دیا اور فرمایا مہاراج! میں فقیر آدمی ہوں مجھ سے کیوں ڈرتے ہو، آپ کی دولت وسلطنت اور جان لینے یہاں نہیں آیا ہوں، آپ کا بھلا ہو۔ یہ کہہ کر شیخ اٹھ کر جانے لگے تو راجا بھی آپ کے ساتھ ہولیا اور پیچھے پیچھے چلنے لگا اور کہا اے شیخ! میں آپ کے بغیر ایک لمحہ بھی رہ نہیں سکتا۔ شیخ نے راجا کو پھر سمجھایا اور اس کے حق میں دعا فرمائی کہ راجا کو فتح حاصل ہو، وزیر کی عقل وفہم میں اضافہ ہو، رعایا کی طاقت میں اضافہ ہو۔ان باتوں سے راجا کو پورا اطمینان ہو گیا اور وہ محل کو واپس چلا گیا۔‘‘[1]

مرتے ہوئے شخص کو زندگی عطا کر دی:

سید بذل الرحمٰن تحریر کرتے ہیں:

ایک دن راجا لکھن سین کے دربار میں مادھوبی نامی ایک عورت اپنے قریب المرگ شوہر کو لے کر حاضر ہوئی۔اس نے راجا اور راج درباریوں سے روتے ہوئے کہا: میں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ وہیں پر حضرت شیخ جلال الدین تبریزی بھی تشریف فرما تھے۔ مادھوبی نے شیخ جلال الدین تبریزی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ شیروں کے ساتھ جنگل میں رہتے ہیں اور مردے کو زندہ کرتے ہیں۔ آپ برائے کرم میرے مرتے ہوئے شوہر کو بچالیں۔ شیخ تبریزی علیہ الرحمہ نے فرمایا: تم کوئی دوسری عرضی پیش کرو۔ مادھوبی نے کہا: میری کوئی دوسری عرضی نہیں ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا: تمہارا شوہر علاج ومعالجہ سے ٹھیک ہو جائے گا لہذا تم اسے کسی حکیم کو دکھاؤ۔ مادھوبی نے عرض کیا

(۱) بنگلہ کا اردو ترجمہ، شیخ شبھو دیا (بنگلہ)، مترجم: پنڈت رام چندر کب، ص: ۱۵ تا ۱۸، ناشر: بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ مالدہ، سن اشاعت ۱۳۸۶ھ۔

میں نے بہت سارے حکیموں کو دکھایا اور کافی علاج و معالجہ کیا، لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور بیماری دن بدن بڑھتی گئی۔ شیخ صاحب نے فرمایا: اپنے شوہر کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ اپنے شوہر مدھوکر کو شیخ صاحب کے سامنے پیش کیا تو شیخ صاحب نے دیکھا کہ اس کی زبان حرکت کر رہی ہے اور آنکھیں بند ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا سر اٹھائے رکھو اور آپ نے لوہے کی ایک سلائی آگ میں گرم کی، جب وہ لال ہوگئی تو مدھوکر کے جس مقام پر درد تھا اس تپتی ہوئی سلائی سے اس کو داگ دیا۔ اس کی ناک سے لال رنگ کے کیڑے نکلنے لگے۔ اس کے بعد شیخ صاحب کے کہنے پر راجا صاحب اس کے منہ میں پانی ڈالنے لگے اور کچھ دیر تک پنکھے سے اس کو ہوا دی پھر مدھوکر از خود اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد مادھو بی اور اس کا شوہر مدھوکر شیخ صاحب کو سلام کر کے اپنے گھر کی طرف نکل پڑے۔ راستے میں جب لوگوں نے مدھوکر کے شفایاب ہونے کی وجہ دریافت کی تو اس کی بیوی نے پورا واقعہ سنایا۔ حیرت انگیز واقعہ سن کر تمام لوگ تعجب میں پڑ گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ شیخ جلال الدین تبریزی مردے کو بھی زندہ کر دیتے ہیں۔ (۱)

نابیناؤں کو بینائی عطا کی:

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کے بے انتہا تصرفات و کرامات کو دیکھ کر راجا لکھن سین کے وزرا میں خوف و ہراس کا ماحول پیدا ہو گیا۔ چنانچہ او ماپتی دھر نامی ایک وزیر غصہ سے تلملا اٹھا اور لوگوں کے درمیان حضرت کی قدر و منزلت گھٹانے اور انھیں زیر کرنے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کیں، لیکن کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوا، آخر کار ایک روز اپنے چار ساتھیوں کو حضرت کے خلاف ورغلاتے ہوئے کہا: راجا صاحب شیخ جلال الدین کی طرف اس قدر مائل ہیں کہ راجا کے نزدیک آپ لوگوں کی کوئی قدر نہیں ہے لھذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ حضرت شیخ کو زیر کرنے کے لیے کوئی تدبیر سوچیں۔

او ماپتی کے چاروں ساتھیوں نے کہا: ہم نے شیخ کی قدر و منزلت گھٹانے اور انکی روحانی قوت کا اندازہ لگانے کے لیے ایک تدبیر سوچی ہے۔ پھر چاروں افراد وزیر کے حکم

(۱) بنگلہ کا اردو ترجمہ، گوڑ پنڈوا رتین پیرا تیہاس ،تصنیف: سید بذل الرحمٰن کرمانی، ص:۲۵، ناشر: خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱ء

سے اندھا بن کر شیخ کے حجرے تک پہنچ گئے اور دستک دی۔حضرت کے خادم نے ان لوگوں کو اندر لایا۔حضرت شیخ نے پوچھا تم لوگ کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟ ان لوگوں نے جواب دیا ہم اندھے ہیں اور آپ سے بینائی حاصل کرنے آئے ہیں ۔حضرت نے دریافت فرمایا: تم لوگ مادرزاد اندھے ہو یا فی الحال نابینا ہوئے ہو؟۔ان لوگوں نے جواب دیا فی الحال۔ پھر ان میں سے ایک نے نابینا ہونے کی وجہ بیان کی: میں کمہار ہوں سر پر کیچڑ اور مٹی ڈھوتے ڈھوتے میری بینائی چلی گئی۔دوسرے نے کہا: میں لوہار ہوں آگ کی تپش کے سبب میری آنکھوں سے بینائی رخصت ہوگئی۔تیسرے نے کہا: میں مجوسی ہوں آگ کی پرستش کے لیے اس کے قرب و جوار میں رہنے کے سبب میری بینائی زائل ہوگئی۔ چوتھے نے کہا: میں تیلی ہوں دن رات کثرت سے سرسوں پینے اور کم سونے کے سبب میری آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔پھر شیخ صاحب نے ان لوگوں سے فرداً فرداً پوچھا کہ تم لوگ سچ مچ نابینا ہو؟ ہر ایک نے حضرت کو دھوکہ دینے کے لیے یہی کہا کہ ہم لوگ سچ مچ اندھے ہیں۔ حضرت کو ان کی کذب بیانی کا پہلے ہی علم ہو چکا تھا پھر بھی آپ نے انھیں کچھ نہیں کہا اور آئندہ جمعہ آنے کا حکم دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ جوں ہی وہ لوگ حضرت کے حجرے سے باہر نکلے سچ مچ ان کی بینائی زائل ہوگئی۔وہ اپنے سیاہ کرتوت پر بہت نادم ہوئے اور ہائے ہائے! کی صدائیں بلند کر کے رونے لگے۔ان کی بیویاں نابینا ہونے کی خبر سن کر فوراً ان کے پاس آ پہنچیں اور ان سے زوال بینائی کا واقعہ سن کر رونے لگیں،لیکن ابھی شیخ کی بارگاہ میں معافی کے لیے حاضر ہونے کی کوئی صورت نہیں تھی اس لئے کہ حضرت نے پہلے ہی ان کو آئندہ جمعہ کو آنے کا حکم فرمایا تھا لہٰذا چاروں افراد اپنی اپنی شریک حیات کے ساتھ گھر چلے گیے اور ایک ہفتہ تک بڑی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا رہے۔اس کے بعد چاروں نابینا اپنی شریک حیات کے ساتھ شیخ صاحب کی بارگاہ میں پہنچے اور روتے ہوئے بینائی لوٹانے کی گزارش کی۔شیخ صاحب کو ان پر رحم آ گیا اور فرمایا: اگر تم لوگ میری بات مانو تو تمہاری بینائی لوٹ سکتی ہے۔ان لوگوں نے کہا ضرور مانیں گے۔شیخ صاحب نے ایک اندھے سے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟۔اس نے کہا: شکلامبر۔شیخ صاحب نے اس کی بیوی کو

حکم دیا: اس کے دونوں رخسار اور پیشانی پر چونا پوت دو۔ پھر دوسرے کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا میرا نام کالیکا بر ہے۔ شیخ صاحب نے اس کی بیوی سے فرمایا: اس کے دونوں رخسار اور پیشانی پر روشنائی لگا دو۔ تیسرے نے اپنا نام دیگمبر بتایا۔ حضرت نے اس کی شریک حیات کو حکم دیا کہ اس کے بدن سے کپڑا اتار لو۔ چوتھے نے کہا میرا نام کیشب ہے۔ حضرت نے اس کی بیوی سے فرمایا: نائی بلا کر اس کا سر منڈوا دو۔ پھر یہ لوگ گنگا میں جا کر اس کی ریت سے اپنی آنکھوں کو رگڑیں اور اس میں نہائیں، تب جا کر ان کی بینائی واپس آئے گی۔ شیخ صاحب کے حکم کے مطابق ان کے چہرے اور سر ویسے کر دیئے گیے۔ ان کی بیویاں ان پر لعن وطعن کرنے لگیں اور دوسرے لوگ بھی ان کی شکل وصورت کو دیکھ کر ان پر ہنسنے لگے۔ گنگا اسنان کے بعد ان کی بینائی لوٹ آئی اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ پہلے شیخ صاحب کی طرف سے ہمیں سزا ملی پھر ان کی مہربانی ہوئی۔ (۱)

---

(۱) مصدر سابق، ص: ۲۶، ۲۷۔ وبنگلہ کا اردو ترجمہ، شیخ شبھو دیا (بنگلہ)، مترجم: پنڈت رام چندر کب، ص: ۳۳ تا ۳۶، ناشر: بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ مالدہ، سن اشاعت ۱۳۸۶ھ۔

باب یازدہم

☆وفات
☆مزار اقدس

وفات حسرت آیات:

شیخ جلال الدین تبریزی نے زندگی بھر ارباب معرفت وطریقت کوعلم وعرفان کا جام پلایا، گمراہوں اور بدعقیدوں کی رہنمائی کی، تاریک دلوں کو ایمان وعقائد کی روشنی بخشی، بیمار روحوں کو حیات جاودانی عطا کی، مفلسوں اور محتاجوں کی دادرسی کی، بادشاہوں اور امیروں کو فقر وقناعت کا درس دیا، دست سخاوت دراز کر کے مخلوق خدا کو سیراب کیا، اخیر کار ولایت وعرفان کا یہ بدرمنیر ۱۵۰ر سال کی عمر میں مسکراتے ہوئے غروب ہوگیا۔ سلطان المشائخ نے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کے حوالے سے آپ کے وفات کی حالت یہ بیان فرمائی ہے:

''پھر شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت حکایت بیان فرمائی کہ رحلت کے وقت آپ کی خدمت میں صرف ایک مرید حاضر تھا۔ وہ مرید بیان کرتا ہے کہ جب آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی تو آپ مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ تو مردہ ہیں، مسکراتے کیوں ہیں؟ فرمایا:''عارفوں کا یہی حال ہے۔''[1]

تاریخ وفات:

شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کی تاریخ وفات کے سلسلے میں مورخین کی رائیں مختلف ہیں۔ چنانچہ صاحب خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور نے سن وفات ۶۴۲ھ تحریر کیا ہے اور قطعہ تاریخ وفات یوں قلم بند کیا ہے:

شد چو از دنیا جلال الدین بخلد
سال وصل آن والا مکان!!
زبدۂ دین صاحب توحید گو
۶۴۲ھ
نیر اکبر جلال الدین بخواں[2]
۶۴۲ھ

(۱) راحت القلوب (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، ص:۲۰۴، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد

(۲) خزینۃ الاصفیاء، ج: دوم (اردو ترجمہ) مترجم: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ص: ۱۰۱، ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سال طباعت ترجمہ: ۲۰۰۱ء

صاحب تذکرۂ اولیائے پاک و ہند نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن صاحب فوادالفواد حسن دہلوی نے سال وفات ۶۴۱ھ تحریر کیا ہے۔

سید شاہ حسین الدین احمد منعمی کا بیان یہ ہے کہ آپ کا سال وفات ۷۴۶ھ کے لگ بھگ ہے۔ عابد علی خان نے آپ کا سن وفات یہ تحریر کیا ہے:

The Saint's death is said to have occurred in 738 A.H.(1337 A.D).as expressed by the following Persian chronogram:

''جلال الدین جلال اللہ، جلال عارفاں بود''(۱)

آپ کا مزار اقدس کہاں ہے؟

یہ عجیب اتفاق ہے کہ سال وفات کی طرح آپ کے مزار پرانوار کے متعلق مورخین کا بڑا اختلاف ہے۔ مولانا غوثی مانڈوی نے گلزار ابرار میں، ابوالفضل نے آئین اکبری میں، حامد بن فضل اللہ جمالی نے سیر العارفین میں اور غلام حسین خان نے سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ آپ کا مزار بندر دیو محل میں ہے۔ جبکہ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ سلہٹ موجودہ بنگلہ دیش میں ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ کا مزار انور کوہ کوچک علاقۂ کامروپ، صوبۂ آسام میں ہے، جس کی تصدیق مشہور مورخ وسیاح ابن بطوطہ کے اس بیان سے ہوتی ہے:

''ساتگام سے میں کامرو کے پہاڑوں کی طرف ہولیا۔ یہ ملک ساتگام سے ایک مہینہ کے رستے پر ہے۔ یہ بہت وسیع پہاڑی ملک ہے اور چین اور تبت سے ملحق ہے۔ اس ملک کے اکثر باشندوں نے شیخ جلال الدین تبریزی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ ان کا ایک ہمراہی مجھ سے کہتا تھا کہ انہوں نے اپنے سب دوستوں کو مرنے سے ایک دن پہلے بلایا اور وصیت کی کہ خدا سے ڈرتے رہو میں ان شاء اللہ کل تم سے رخصت ہوں گا۔ ظہر کی نماز کے بعد آخر سجدہ میں ان کا وصال ہوگیا۔ غار کے برابر ایک کھدی ہوئی قبر نکلی، اس پر کفن اور خوشبو موجود تھی۔ انکے ہمراہیوں نے غسل دیا اور کفن پہنا کر نماز پڑھی پھر دفن

(۱) Memoirs of Gaur and Pandua تصنیف: عابد علی خان، ص: ۱۰۰، مطبوعہ: بنگال سکریٹریٹ بک ڈپو، کلکتہ، سال اشاعت: ۱۹۳۱ء

کردیا۔خدا ان پر رحمت کرے‘‘۔ (۲)

علاوہ ازیں کوہ کو چک کے قرب و جوار میں رہنے والوں کا بیان آپ کے مزار پرانوار کے متعلق یہی ہے۔شیخ محمد اکرام نے بھی دیوتالہ میں آپ کے مزار کے ہونے کی تردید کی ہے اور اپنی رائے یہی ظاہر کی ہے کہ آپ کا روضہ انور کوہ کو چک پر ہے چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں: ’’ضلع مالدہ صوبہ مغربی بنگال سے آٹھ،دس میل دور قصبۂ تبریز آباد کے نواح میں ایک جگہ دیوتالہ یا دیوتلاو ہے،لیکن یہاں پر بھی شیخ جلال الدین تبریزی کا چلہ خانہ ہے مزار نہیں۔بنگالہ کے سفر میں بعض اہل تحقیق نے راقم الحروف سے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ شیخ نے اخیر عمر میں عزلت نشینی اختیار کرلی تھی اور وہ گوہاٹی (صوبۂ آسام) سے چند میل دور ایک پہاڑی پر ایک دشوار گزار اور نسبتاً غیر معروف بلکہ ہیبت ناک جنگل میں مدفون ہیں۔‘‘(۲)

موضع مزار کی تفصیل:

گوہاٹی سے پانچ میل کی دوری پر پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔وہ پہاڑی وادی الگ الگ ناموں سے مشہور و معروف ہے۔اس کا بلند ترین پہاڑ کوہ کو چک ہے جو اس وقت بوندا کے نام سے جانا جاتا ہے۔اسی کو چک پہاڑ کے اوپر ایک غار ہے جو شیخ جلال الدین تبریزی کی ابدی آرام گاہ ہے اور مخلوق خدا کے لیے قبلۂ حاجات ہے۔حضرت کی وفات کا ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود آپ کا نام لاکھوں،کروڑوں انسانوں کے دلوں میں زندہ ہے اور آپ کے عشاق اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ان پرخطر پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے آپ کے مزار پرانوار پر حاضری دیتے ہیں اور آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

---

(۱) سفر نامہ ابن بطوطہ،(اردو ترجمہ) تصنیف ابن بطوطہ،ترجمہ: سید رئیس احمد جعفری،ص: ۲۲۵،۲۲۶،ناشر: نفیس اکیڈمی،اردو بازار کراچی،سال اشاعت: طبع پنجم دسمبر ۱۹۸۶ء

(۲) آب کوثر،تصنیف: شیخ محمد اکرام،ص: ۳۰۳،مطبوعہ: نرماں آفیسٹ پریس دہلی ۶،سال اشاعت: ندادر

مؤلف کتاب: ایک مختصر تعارف

ازقلم: حضرت مولانا ممتاز احمد علائی
استاذ: مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف

حضرت علامہ مفتی ذاکر حسین اشرفی جامعی، مرکز علم وحکمت جامع اشرف کچھوچھا شریف کے نامور فارغین میں سے ہیں۔ آپ بڑے ذہین وفطین اوراخاذ طبیعت کے مالک ہیں۔ تحقیق وجستجو، درس وتدریس، فتاویٰ نویسی، مقالہ نگاری اور تصنیف وتالیف آپ کی زندگی کے اہم مشاغل ہیں۔

ولادت: ۱۹۸۳ء میں آپ کی ولادت بہار کے مردم خیز علاقہ کدوا کے تحت واقع ''اعلیٰ پوکھر'' نامی گاؤں میں ایک دین دار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار مرحوم محمد انعام الحق، نہایت شریف اور منکسر المزاج شخص تھے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ اپنے والد محترم کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے اور چڑھتے چلے گئے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی۔ پھر آپ نے مدرسہ حمیدیہ بالوگنج کٹیہار میں داخلہ لیا اور وہاں درس نظامی کے ابتدائی درجات اعدادیہ تا ثانیہ کی تعلیم درج ذیل اساتذہ کی نگرانی میں حاصل کی:

☆ حضرت مفتی عبد الجبار اشرفی
☆ حضرت مولانا اشفاق عالم رضوی
☆ حضرت مولانا محبوب عالم شمسی
☆ حافظ صغیر الدین اشرفی

متوسطات: درجۂ ثالثہ کی تعلیم دارالعلوم اہل سنت ندائے حق، جلال پور، یوپی میں حاصل کی۔ درجۂ خامسہ کی تعلیم دارالعلوم اہل سنت جبل پور، ایم پی میں درج ذیل

اساتذۂ کرام کی زیر تربیت حاصل کی:

☆حضرت مفتی عبدالجلیل اشرفی

☆حضرت مولانا شہباز عالم شمسی

☆حضرت مولانا معراج عالم مصباحی

☆حضرت مولانا دستگیر مصباحی

منتہیٰ درجات کی تعلیم جامع اشرف کچھوچھا شریف سے مکمل کی۔ یہاں آپ نے ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۶ تک سادسہ اور فضیلت کے ساتھ ساتھ افتا کا کورس مکمل کیا۔ جامع اشرف میں آپ کو درج ذیل اساتذۂ کرام سے شرف تلمذ حاصل ہے:

☆محقق عصر حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی

☆حضرت علامہ مفتی شہاب الدین اشرفی

☆حضرت مولانا ارشد جمال

☆حضرت مولانا غلام غوث اشرفی

☆حضرت مولانا قمر الدین اشرفی

اسناد:

افتا	جامع اشرف کچھوچھا شریف
عالمیت وفضیلت	جامع اشرف کچھوچھا شریف
وسطانیہ، فوقانیہ، مولوی	مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ بہار
عالم، فاضل	مولانا مظہر الحق یونیورسٹی، پٹنہ بہار
ایم۔اے	مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

بیعت وارادت: آپ کو بیعت وارادت کا شرف شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ سے حاصل ہے۔

خلافت: ۲۰۱۹ء میں مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف میں عرس اشرف الاولیا وسالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر پیر طریقت تاج الاولیا، حضرت علامہ ومولانا ڈاکٹر سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ اشرفیہ حسنیہ

کی اجازت وخلافت سے نوازا۔

تدریسی خدمات: ۲۰۰۷ء میں مرکز علم وفن جامع اشرف کچھوچھا شریف سے فارغ التحصیل ہوکر صوبۂ بہار و بنگال کے مرکزی ادارہ ''الجامعة الجلالية العلائية الاشرفية ''معروف بہ مخدوم اشرف مشن میں بحثیت مدرس درجات عالیہ منتخب ہوئے۔ اس وقت سے آج تک اسی ادارے میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی درس گاہ پرفیض سے بے شمار تشنگان علوم نبویہ نے سیرابی حاصل کی اور کررہے ہیں۔

مشہور تلامذہ: آپ کے کچھ مشہور تلامذہ کے نام اس طرح ہیں:

حضرت مولانا سید فیضان اشرف، حضرت مولانا اوحد الدین معاذ اشرف، حضرت مولانا میزان الرحمان علائی، حضرت مولانا ممتاز احمد اشرفی علائی، حضرت مفتی چاند علی جامعی، حضرت مولانا مؤمر الاسلام شمسی، حضرت مولانا مفتی مناظر حسین مصباحی، حضرت مولانا شمس تبریز علیمی، حضرت مولانا شاہجہاں اشرفی جامعی، سید معز اشرف، سید پیر زاہد اشرف، مولانا سید مجیب الحق عمادی۔

تحریری خدمات:

☆ تذکرہ شیخ جلال الدین تبریزی: یہ آپ کی پہلی تصنیفی کاوش ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل مقالات ومضامین مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں:

(۱) سلسلۂ چشتیہ کے سالار اعظم (۲) اشرف الاولیا اور مخدوم اشرف مشن (۳) حضرت شیخ اعظم اور جامع اشرف (۴) ملک العلما کا تبحر علمی (۵) مکتوبات امام ربانی: تصوف کے آئینے میں (۶) ۱۸۵۷ء میں علماے کرام کے کارنامے (۷) مفکر قوم وملت مفتی آفاق مجددی (۸) شاہ حفیظ الدین لطیفی: حیات وکارنامے (۹) محدث اعظم ہند بنگال میں (۱۰) مفتی عبد الجلیل علیہ الرحمہ (۱۱) حضرت کمال الدین احمد یحییٰ منیری۔

مزید آپ کی تحریری خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔

☆☆☆☆

مصادر و مراجع

۱	قرآن کریم
۲	خیر المجالس، ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ترتیب: حمید شاعر قلندر، ناشر: واحد بک ڈپو جونہ مارکیٹ، کراچی ۲، سن اشاعت: ندارد
۳	اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر، ترتیب: حضرت خواجہ بدر اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد
۴	سیر العارفین (فارسی) تصنیف: مولانا شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ: مطبع رضوی، دہلی باہتمام سید میر حسن، سن اشاعت: ربیع الآخر، ۱۳۱۱ھ
۵	سیر العارفین (اردو ترجمہ)، تصنیف: مولانا شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ و ترتیب: محمد ایوب قادری، ناشر: اشفاق احمد ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرک، لاہور، سن اشاعت: باراول اپریل، ۱۹۷۶ء
۶	فوائد الفواد (اردو ترجمہ)، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی، ترتیب: حضرت امیر حسن علی سجزی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶، سن اشاعت: ندارد
۷	سیر الاولیاء (اردو ترجمہ)، تصنیف: سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد، ترجمہ: غلام احمد بریاں، ناشر: مشتاق احمد، برائے مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، سن اشاعت: ندارد
۸	اللہ کے ولی، تصنیف: خان آصف، ناشر: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، سن اشاعت: طبع چہارم، مارچ ۲۰۰۵ء
۹	مرآۃ الاسرار (اردو ترجمہ)، تصنیف: شیخ عبد الرحمٰن چشتی رحمۃ اللہ علیہ، اردو ترجمہ: مولانا الحاج کپتان واحد بخش، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶، سن اشاعت: ۲۰۰۵ء
۱۰	جدید تذکرۂ اولیائے پاک و ہند، تصنیف: ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ناشر: چودھری غلام رسول و میاں جواد رسول، سن اشاعت: باراول: اکتوبر ۱۹۹۹ء

راحت القلوب (اردو ترجمہ)،ملفوظات حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ،ترتیب: حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبہ رضویہ،تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶،سن اشاعت: ندارد	۱۱
دائرۃ المعارف بزگ اسلامی،جلد ہجد ہم (۱۸)	۱۲
نزہۃ الخواطر بہجۃ المسامع والنواظر،تصنیف: حکیم عبدالحی لکھنوی ،مطبوعہ: دارابن حزم، بیروت، لبنان ۱۹۹۹ء	۱۳
افضل الفوائد (اردو ترجمہ)،ملفوظات حضرت محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین بدایونی، ترتیب: حضرت امیر خسرو، ناشر: مکتبہ رضویہ،تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶،سن اشاعت: ندارد	۱۴
درر نظامیہ (قلمی) تصنیف: مولانا علی شاہ محمود ابن جاندار	۱۵
فوائد السالکین (اردو ترجمہ)،ملفوظات حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ، ترتیب: خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ، ناشر: مکتبہ رضویہ، تقسیم کار: ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶،سن اشاعت: ندارد	۱۶
خزینۃ الاصفیاء، ج: دوم (اردو ترجمہ)،تالیف: مفتی غلام سرور لاہوری،ترجمہ، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سال طباعت ترجمہ: ۲۰۰۱ء	۱۷
سیر الاقطاب (فارسی)،تصنیف: حضرت الہدایہ چشتی عثمانی،مطبوعہ: مطبع نامی منشی نول کشور، سن اشاعت: ۱۹۱۳ء	۱۸
سیر الاقطاب (اردو ترجمہ)،تالیف: محمد معین الدین دردائی،مطبوعہ: منشی نول کشور، کانپور سن اشاعت: ندارد	۱۹
عہد اسلامی کا بنگال،تالیف: سید یحیٰ حسن ندوی، ناشر: خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۴،سال اشاعت: ۲۰۰۷ء	۲۰
تاریخ فرشتہ (اردو ترجمہ)،مترجم: عبدالحیٔ خواجہ،مطبوعہ: مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ،سن اشاعت: ۱۹۳۳ء	۲۱
برصغیر کے اولیا اور ان کے مزار (اردو ترجمہ)،تالیف: اینا سفوروا، اردو ترجمہ، محمد ارشد رازی، سن اشاعت: ندارد	۲۲

۲۳	اخبار الصالحین، تالیف: نواب معشوق یار جنگ بہادر، مطبوعہ: اعظم اسٹیم پریس گورمنٹ ایجوکیشن پرنٹر حیدر آباد، دکن، سن اشاعت: ۱۹۳۲ء
۲۴	روضۃ الصفا، تصنیف: مولانا خاوندشاہردی، مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنو، سال اشاعت: بارسوم مئی ۱۸۱۹ء
۲۵	تذکرۃ الواصلین، تصنیف: خان بہادر رضی الدین فرشوری، مطبوعہ نظامی پریس، بدایوں، سال اشاعت: ندارد
۲۶	سوشل ہسٹری آف مسلم ان بنگال، تصنیف: عبدالکریم، لکچرار ڈھاکہ یونیورسٹی
۲۷	ریاض السلاطین (فارسی)، تالیف: غلام حسین سلیم، مطبوعہ ایشاٹک سوسائٹی بیپ ٹست مشن، کلکتہ، سال اشاعت: ۱۸۹۰ء
۲۸	مسلم آرکیٹکٹ ان بنگال، تصنیف: پروفیسر احمد حسن دانی، سال اشاعت: ندارد
۲۹	گلزار ابرار (اردو ترجمہ)، تصنیف: مولانا غوثی مانڈوی، ترجمہ: فضل احمد جیوری، ناشر: دار النفائس ۱۷۷/۳ کریم پارک، لاہور، سال اشاعت: ۱۴۲۷ھ
۳۰	تذکرۂ صوفیاے بنگال، تصنیف: اعجاز الحق قدوسی، ناشر: احمد الدین اظہر ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ، سن اشاعت: اپریل ۱۹۶۵ء
۳۱	گنج ارشدی (قلمی، فارسی)، ترتیب: شیخ غلام رشید عثمانی جون پوری، مخزونہ: خانقاہ رشیدیہ جون پور
۳۲	آب کوثر، تصنیف: شیخ محمد اکرام، مطبوعہ: نرماں آفیسٹ پریس دہلی ۶، سال اشاعت: ندادر
۳۳	Memoirs of Gaur and Pandua تصنیف: عابد علی خان، مطبوعہ: بنگال سکریٹریٹ بک ڈپو، کلکتہ، سال اشاعت: ۱۹۳۱ء
۳۴	سفر نامہ ابن بطوطہ، (اردو ترجمہ) تصنیف ابن بطوطہ، ترجمہ: سید رئیس احمد جعفری، ناشر: نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، سال اشاعت: طبع پنجم دسمبر ۱۹۸۶ء
۳۵	آئین اکبری جلد دوم (اردو ترجمہ)، تصنیف: علامہ ابوالفضل، ترجمہ: مولوی محمد فدا علی صاحب طالب، مطبوعہ: دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدر آباد، دکن، سال اشاعت: ۱۹۳۹ء
۳۶	سیر المتاخرین (فارسی)، تصنیف: منشی غلام حسین خان طبا طبائی، مطبوعہ: منشی نول کشور، سال اشاعت: بار دوم ۱۳۱۴ھ

۳۷	شیخ شبھو دیا، (بنگلہ ترجمہ)، تصنیف: پنڈت رام چندر کب، ناشر: بائیس ہزاری وقف اسٹیٹ، ضلع مالدہ، سال اشاعت ۱۳۸۶ھ
۳۸	بہاری مسلمان، تصنیف: انور بیگ اعوان، مطوعہ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور، سن اشاعت: ۱۹۷۳ء
۳۹	جوامع الکلم ملفوظات حضرت گیسودراز بندہ نواز
۴۰	تذکرہ بہاء الدین زکریا ملتانی تصنیف: نور احمد خان فریدی، مطبوعہ: پرنٹنگ پریس، لاہور سال اشاعت: طبع اول مئی، ۱۹۸۰ء
۴۱	خلاصۃ العارفین (فارسی) مخزونہ: کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور
۴۲	احوال وآثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی۔ تصنیف: حمید اللہ ہاشمی، ناشر: ابونجیب حاجی محمد ارشد قریشی، سال اشاعت: ۱۴۲۰ھ
۴۳	خلاصۃ العارفین (اردو)، مترجم: ڈاکٹر محمد بشیر انور ملتانی، مطبوعہ: شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ، لاہور، سال اشاعت: ۲۰۰۳ء
۴۴	مقالہ: بنگال کے عربی اور فارسی کتبات پر ایک نظر، از: پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف صدیق
۴۵	گوڑ پنڈوار تین پیر اتیہاس، تصنیف: سید بذل الرحمٰن کرمانی، ناشر: خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیربھوم، سن اشاعت ۲۰۰۱ء
۴۶	مقالہ: احوال وآثار شیخ بہاء الدین زکریا
۴۷	تاریخ سہروردیہ، تصنیف: پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید، مطبوعہ: گیلانی پرنٹرز رابنسن روڈ کراچی، سال اشاعت: ۲۰۰۱/۲۰۰۰ء

تاج الاصفیا دارالمطالعہ: اغراض ومقاصد

تاج الاصفیا دارالمطالعہ، مخدوم اشرف مشن کا ایک اہم شعبہ ہے۔ جس کا قیام ۲۰۰۷ء میں عمل میں آیا۔ اس کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

☆ طلبا میں تقریری ذوق پیدا کرنا

☆ ادبی وتحریری صلاحیت اجاگر کرنا

☆ کتب ورسائل اور دیگر اسلامی لٹریچر شائع کرنا

تاج الاصفیا دارالمطالعہ کی مطبوعات درج ذیل ہیں:

(۱) **تذکرۂ شیخ جلال الدین تبریزی** علیہ الرحمہ، حضرت مفتی محمد ذاکر حسین اشرفی جامعی

(۲) **اشرف الاولیا: حیات وخدمات** (اردو)، حضرت مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی

(۳) **اشرف الاولیا: حیات وخدمات** (بنگلہ)، مترجم: حضرت مفتی اسد اللہ کلیمی

(۴) **انیس الغربا**، مترجم: حضرت مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی

(۵) **مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی جہان علوم ومعارف**، حضرت مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی

(۶) **نماز عیدین، صدقۂ فطر اور قربانی کے مسائل**، حضرت مفتی مناظر حسین مصباحی

(۷) **سالنامہ کہکشاں** (اردو) ۲۰۰۹ء، طلبائے مخدوم اشرف مشن

(۸) **سالنامہ کہکشاں** (بنگلہ) ۲۰۰۹ء، طلبائے مخدوم اشرف مشن، مترجم: مولانا تفضّل حسین

(۹) **سالنامہ گلدستۂ علم حق** ۲۰۱۴ء، طلبائے مخدوم اشرف مشن

(۱۰) مخدوم العالم جنتری